نذرانۂ کاشفؔ

کاشفؔ رضوی

مدح و ثنائے آلِ نبی میں گذار دے
کاشفؔ یہی ہے ایک سخنور کی زندگی

کاشفؔ رضوی

نذرانۂ کاشفؔ

ارمغان گرافکس مرادآباد

والد محترم سید نظیر علی نظیرؔ رضوی۔ مرحوم

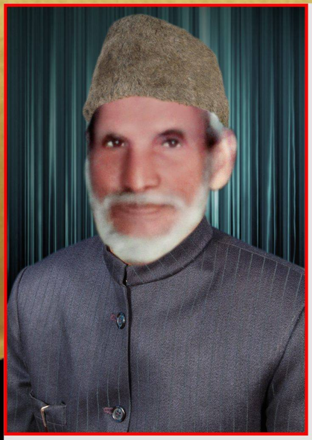

ملے نقش قدم جس جا نظیرؔ آل محمدؐ کا
عقیدت کی نظر میں بس وہی جائے عبادت ہے

مسدس۔سلام۔نوحے

DESIGN BY
ARMAGHAN GRAPHICS MORADABAD
CONTACT NO.: 9897426658
E-MAIL:. armaghan.graphics@yahoo.com

Presented by www.ziaraat.com

****
نذرانۂ کاشف
****
کاشف رضوی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	نذرانۂ کاشف
تخلیق کار	:	کاشف رضوی
ناشر	:	سید شاہنواز علی رضوی۔ محلّہ سادات کندرکی ضلع مرادآباد۔202413
اشاعت	:	باراوّل ۲۰۱۱ء تعداد ۵۰۰
صفحات	:	157
کتابت	:	ارمغان گرافکس مرادآباد
طباعت	:	ارمغان گرافکس مرادآباد
ہدیہ	:	۷۵ روپے

Printed & Published by:
ARMAGHAN GRAPHICS MORADABAD
Contact No. 9897426658
E-mail:.armaghan.graphics@yahoo.com

Presented by www.ziaraat.com

انتساب

استاد مرحوم

علامہ معجز سنبھلی

اور

والد محترم

سید نظیر علی رضوی

نظیر مرحوم

کے

نام

تخلیق کار ایک نظر میں

نام : سید سرفراز علی رضوی ابن سید نظیر علی رضوی مرحوم

تخلص : کاشفؔ رضوی

پتہ : محلّہ سادات کندرکی

ضلع مراد آباد۔202413

موبائل :9719349037

﴿ملنے کا پتہ﴾

جین بک ڈپو اسٹیشن روڈ ۔کندرکی

نیشنل بک ڈپو ۔اسٹیشن روڈ ۔کندرکی

Presented by www.ziaraat.com

فہرست

۱۔	اپنی بات	کاشف رضوی	۸
۲۔	قطعات تاریخ	جناب کامل جٹیوی	۱۰
۳۔	تقریظ	قبلہ سید محمد سالم صاحب۔کندرکی	۱۱
۴۔	باسمہ سبحان	جناب قبلہ مولانا سیّد محمد حسین الزماں۔سرسی	۱۳
۵۔	فکراور فنکار	جناب ڈاکٹر سید نسیم الظفر باقری۔سنبھل	۱۴
۶۔	پیش لفظ	جناب سید تصویر حسین تصویر سنبھلی	۱۸
۷۔	اُبھرتا ہوا فنکار	جناب سید قیصر رضوی۔کندرکی	۲۲

۱۔ذرّے ذرے میں تیرا جلوہ ہے (حمد باری) ۲۴
۲۔یہ شان ہے تو صرف حبیب خدا کی ہے (نعت نبی) ۲۵
۳۔کس کی آمد ہے تیرے گلشن میں (تضمین) ۲۶

(مسدس)

۱۔دل محمد وحیدر کا چین کون حسین ۲۸
۲۔یادگار وشرف ابن امیر آتا ہے (مٹھیاں) ۳۴
۳۔جنت کا تذکرہ ہے نہ کوثر کا ذکر ہے (چادر) ۳۹
۴۔زینب رضا وصبر کے پیکر کا نام ہے (پیکر صبر ورضا) ۴۵
۵۔کون عبّاس علمدار حسین ابن علی (سقائے اہل بیت) ۵۴
۶۔اسلام کی حیات ہیں قرآن واہل بیت (قرآن واہل بیت) ۵۹
۷۔دوستی عشق ومحبت کی فراوانی ہے (دوستی کربلا کے آئینے میں) ۶۳

۸۔حسین نام ہے راہ خدا کے رہبر کا (آئینہ صداقت) ۶۸
۹۔گلشن دین رسالت کی کلی کہتے ہیں (کردار علی) ۷۳
۱۰۔تبلیغ کا محل ہو تو گفتار سے لڑو (کردار اور تلوار) ۷۷
۱۱۔روح اسلام کی ہے جس میں میں وہ قالب ہوں (ابو طالب) ۸۲
۱۲۔بہار گلشن اسلام اتحاد سے ہے (اتحاد) ۹۰
۱۳۔خلق انسان کو انسان بنا دیتا ہے (خُلق) ۹۵

(نوحہ)

۱۔دنیا غم شبیر بھلا پائیگی کیسے ۱۰۰
۲۔آج ہم اسیر ہو گئے ۱۰۲
۳۔سب جفا کار پئیں نہر کا ٹھنڈا پانی ۱۰۴
۴۔پھیلا ہے آج ماتم سرور کہاں کہاں ۱۰۶
۵۔رو کے زینب نے کہا اے زمین کربلا ۱۰۹
۶۔کیونکر کروں نہ ماتم ونوحہ حسین کا ۱۱۱
۷۔بیکسوں کا قافلہ ہے شام کے دربار میں ۱۱۴
۸۔تڑپاتی تھی سکینہ کو جب پیاس بار بار ۱۱۵
۹۔بے دین کیسے سمجھے کوئی کیا ہے کربلا ۱۱۶
۱۰۔پیری میں جواں لال کی میّت کو اٹھانا۔شبّیر سے پوچھو ۱۱۷
۱۱۔رہا ہو کے آئی ہے قید ستم سے۔نہ بیٹے نہ بھائی کو لائی ہے زینب ۱۱۹
۱۲۔پکارے سیّد والا۔بہن زینب خدا حافظ ۱۲۱
۱۳۔سر پیٹنے کی جا ہے قیامت بپا ہوئی ۱۲۳
۱۴۔تھا کربلا سے دور مدینے کا کارواں ۱۲۵
۱۵۔سجاد سے رو رو کر کرتی تھی بیاں صغرا ۱۲۸

Presented by www.ziaraat.com

سلام

۱۔ نہ خوف برق نہ خوف شرر لگے ہے مجھے	۱۳۲
۲۔حسن اخلاق کی مظہر ہو وہ خوبو دیدے	۱۳۴
۳۔ دو دلوں کی چاہتوں کا سلسلہ سجدے میں ہے	۱۳۵
۴۔کیا کوئی سمجھے گا جو عظمت ابو طالب کی ہے	۱۳۶
۵۔قرطاس منقبت پہ چلے جب قلم چلے	۱۳۷
۶۔دیکھنے والا تھا منظر شام کے دربار کا	۱۳۸
۷۔مجلس و ماتم ہو جس گھر میں وہ گھر اچھا لگے	۱۴۰
۸۔اپنا غم اچھا لگا اپنی خوشی اچھی لگی	۱۴۲
۹۔جراتوں کے سامنے تیر جفا کیا چیز ہے	۱۴۴
۱۰۔کم سے کم اتنا اثر کردار کا باقی رہے	۱۴۶
۱۱۔مانگی ہے دعا میں نے یہی اپنے خدا سے	۱۴۷
۱۲۔ظلمتوں میں کھو گئے وحدت کا جلوہ چھوڑ کر	۱۴۸
۱۳۔میرے غم والم کی دوا اور کچھ نہیں	۱۵۰
۱۴۔وسعت ظرف نظر دیکھ رہی ہیں آنکھیں	۱۵۱
۱۵۔دین حق کے لیئے سر اپنا کٹانے والے	۱۵۳
۱۶۔کیا بتاؤں کیا درشہ سے ہوا حاصل مجھے	۱۵۵
۱۷۔زینب سی بہن	۱۵۶

اپنی بات

الحمدللہ

میں بے پناہ شکر گزار ہوں مالک حقیقی اللہ رب العزت کا کہ جس نے مجھ خاکسار کو علم لازوال دولت کے ساتھ صرف ذوق شاعری ہی نہیں بخشا بلکہ جناب رسول اور آل رسول ﷺ کی مدحت کی سعادت سے سرفراز کیا۔میرا نعت وسلام اور مناقب پر اوّلین شعری مجموعہ بہ عنوان ”نذرانۂ کاشف“ منصۂ شہود پر آرہا ہے۔جہاں تک میرا خیال ہے نعت رسول اور آل رسول کی مدح جملہ اصناف سخن میں سب سے مشکل ترین صنف ہے۔نعت و مناقب کا ایک ہی مصرعہ اگر باب اجابت کو پہونچ جائے تو دنیا و آخرت دونوں میں سرخروئی اور نجات کا ذریعہ بن جائے اور ذرا سی لغزش ہو تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ۔ساتھ ہی مسلک وعقائد اور شرعی مسائل کی آلان شاعر کے قلم کو ہمہ وقت جکڑے رہتی ہے۔

میں نے بلا تفریق مسلک وعقائد عشق رسول اور آل رسول کو شعری جامہ سے ملبوس کرنے کی کوشش کے ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھا ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔تاہم کہیں کوئی سہو یا لغزش ہو گئی ہو تو معزرت کا طاب ہوں۔حتی الامکان یہ بھی کوشش کی ہے کہ یہ مجموعہ مسلک وعقائد کی قید وبند سے آزاد رہ کر ہر عاشق رسول اور آل رسول کی اپنے دل کی آواز ہے۔

میں اپنے تمام کرم فرما اور محسنین کا سراپا سپاس ہوں کہ جنہوں نے اس مجموعہ کی اشاعت میں اپنے مفید مشوروں ،بیش بہا آراء اور تاثرات سے نواز کر میری حوصلہ افزائی کی۔بالخصوص محترم مولانا سید حسین الزماں صاحب سرسی۔ جناب ڈاکٹر سید نسیم الظفر صاحب سنبھل جناب کامل جنیوی صاحب۔جناب تصویر سنبھلی وغیرہ کا کہ جو میرے شانہ

Presented by www.ziaraat.com

بہ شانہ رہ کر مجھے لحظہ لحظہ صرف حوصلہ ہی نہیں بلکہ قدم درقدم آگے بڑھنے کی تحریک بخشتے ہیں۔اور آخر میں قبلہ جناب سیّد محمد سالم صاحب کا کہ جنھوں نے اپنی بیماری کی حالت میں بھی میرے لیے اپنا قلم اٹھایا۔اور یہ سن کر کہ ناچیز کا مجموعہ شائع ہو رہا ہے بہت اظہار مسّرت کیا۔یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ قبلہ سالم صاحب کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ ناچیز کا کلام سُن سُن کر بہت خوش ہوتے اور اکثر اپنے مفید مشوروں سے نوازتے۔کاش آج اگر صحت مند ہوتے تو میرے اس مجموعہ کی اشاعت میں چار چاند لگ گئے ہوتے۔

میں دعا گو ہوں اپنے والدین مکرّمین اور استاد محترم حضرت معجز سنبھلی صاحب مرحوم کے لیئے باری تعالیٰ انھیں جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے کہ جن کی شفقتوں اور بے پناہ محبتّوں کے زیر سایہ میرا یہ ذوق پروان چڑھا اور آج اس مقام تک پہونچا۔نیز تمام احباب و متعلقین اور بالخصوص اپنے جملہ اہل خانہ کا بھی جنھوں نے میرے اس کام میں میری معاونت فرمائی۔

میرے اس شعری مجموعہ کی ادبی حلقوں میں کیا حیثیت ہوگی یہ فیصلہ میں قارئین کی بصارتوں کے حوالے کرتے ہوئے درخواست گذار ہوں کہ مجموعہ کی اشاعت میں مجھ خاکسار سے جو سہو اور لغزشیں سرزد ہوئی ہوں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی گراں قدر آراء اور تاثرات سے نواز کر میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کریں۔

خاکسار
کاشفؔ رضوی
کندرکی ضلع مرادآباد
موبائل نمبر:۔9719349037

قطعۂ تاریخ سنہ اشاعت ''نذرانۂ کاشفؔ''

C:\Documents and Settings\User\My ...uments\Untitled-... not found.

کاملؔ جنیدوی
قصبہ جنیدہ (چندوسی)
ضلع مرادآباد۔۲۰۲۴۱۲ (یوپی)
موبائل:۔9634948501
9917890147

عقیدت میں لہو 'کاشف' نے دل کا کر دیا شامل
ہے بیشک عشق اہلِ بیت کی معراج یہ منزل
ذریعہ ہوگا 'بخشش کا' بروئے داورِ محشر'
ہے جو نذرانۂ کاشف' مرے پیشِ نظر کاملؔ
۱۵ + ۹ + ۱۰۰۷ + ۴۰۱
۱۴۳۲ھ

کس لئے نہ قد آخر' ہو دراز 'کاشفؔ' کا؟
نعت میں نظر آیا' امتیاز کاشفؔ کا
مصحفِ عقیدت بھی' منبع محبت بھی'
آج ہے یہ نذرانہ سرفرازکاشفؔ کا
۵ + ۱۵ + ۱۵ + ۱۰۰۶ + ۹۴۹ + ۲۱
۲۰۱۱ء

تقریظ

سید محمد سالم
کندرکی ضلع مرادآباد

کندرکی ایک مردم خیز قصبہ ہے۔اس میں ہمیشہ سے باوقار حضرات آباد رہے ہیں۔سر سید رضا علی' جسٹس ضیاء الحسن' مولوی مہدی حسن جیسے لوگ اسی قصبہ کی پیداوار ہیں۔شاعری کے میدان میں بہت دنوں کی بات ہے کہ منشی ہدایت علی تمکین اور عنایت نبی نے نام پیدا کیا۔حالیہ شاعروں میں سید ہادی حسن' سید نظیر علی' ریاض اختر' معجز کندرکی صف اول کے شعراء میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔موجودہ شاعروں میں سید سرفراز علی کاشف اُبھرتے ہوئے شاعر ہیں اور اُن سے ترقی کی بہت توقع کی جاسکتی ہے۔

کاشف ایک خوش فکر شاعر ہیں۔انداز بیان کی شگفتگی' خیال آفرینی' موضوعات کا تنوع آپکے کلام کا خاصہ ہیں۔کاشف کی فکری جولانگاہ دینی و مذہبی شاعری ہے۔وہ فرماتے ہیں:۔

کام جو عقبیٰ میں آے نام دنیا میں رہے　　کاشف ناچیز کو وہ شاعری اچھی لگی

آپ نے حمد' نعت' منقبت سلام' نوحے اور مدح اہلبیت اطہار میں خوب خوب طبع آزمائی کی ہے اور کامیاب رہے ہیں۔آپنے اپنی شاعری میں بہت خوش آئند اور دلاویز طور پر آیات قرآنی کے مطالب' احادیث اور اقوال معصومین کو بڑی عمدگی سے سمویا ہے۔یہ اظہار اتنا بے ساختہ ہے کہ سیدھا دل میں اُتر جاتا ہے۔ زیر نظر مجموعہ میں مرزا غالب کی ایک مشہور غزل پر تضمین شامل ہے۔اس تضمین سے شاعر کی ہمہ گیر طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ مجموعہ کلام شاعر کا مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام' شہید انسانیت حضرت امام حسین علیہ السلام علمدار لشکر حسین حضرت عباس نامدار' جناب بی بی زینب اور اسیران کربلا سے خاص طور سے عقیدت و احترام کا اظہار ہے۔دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

وہ اہلِ بیت جنکے لئے آئی لافتیٰ　　وہ اہل بیت جنکی ثناخواں ہے انما
سائل کو بھیک دے دیں تو نازل ہو ہل اتیٰ　　بستر پہ سو رہیں تو ملے مرضی خدا
نافہم کیا سمجھ سکیں جو اُنکی شان ہے
قرآن اہل بیت نبی کی زبان ہے

کعبہ ہے جنکی جائے ولادت وہ اہل بیت　　اب تک دلوں پہ جنکی حکومت وہ اہل بیت
محشر میں جو کریں گے شفاعت وہ اہل بیت　　میراث میں ہے جنکی شہادت وہ اہل بیت
جنکے دہن میں اپنی زباں خود رسول دیں
ہوں پشت پر سوار تو سجدے کو طول دیں

ایک نظم بہ عنوان ''حسن اخلاق'' بہت متاثر کن نظم ہے۔

یہ کاشف کی شاعری اور اس کتاب پر ایک سیر حاصل تبصرہ بالکل نہیں ہے۔یہ بس کتاب کے صفحات کو پلٹنے پر ذہن میں جو تاثر بنتا ہے اُسکی ایک ہلکی سی جھلک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آخر میں شاعر کی التجا کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے فرماتے ہیں۔

عاشقان شاہ سے کاشف کی ہے یہ التجا
دیجیئے داد سخن ہر شعر اگر اچھا لگے

السید محمد سالم نقوی
کندرکی ضلع مرادآباد

17-2-2011

باسمہ سبحان

از: جناب قبلہ مولانا سیّد حسین الزماں نقوی
سرسی۔ضلع مرادآباد

برادرعزیز سیّد سرفراز علی کاشفؔ رضوی سلمہ کا منظوم کلام "نذرانہ کاشف" جو مسدّس وسلام و نوحہ جات پر مشتمل ہے نظر نواز ہوا۔اس میں شک نہیں موصوف نے اپنے کلام میں دینی وملّی ذمہ داریوں کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا اور جملہ مسلمات مذہبی کو پیش نظر رکھا نیز پورے کلام پر معانی وبیان وعروض کا سایہ ہے اور سلاست وفصاحت وبلاغت سے مملو ہے۔

موصوف کا یہ منظوم کلام صاحبان ذوق وعقیدت کے لئے مستفیض ومستفید ثابت ہوگا۔

بڑی مسّرت یہ ہے کہ موصوف نے اپنے آبائی بھرم وطور طریقے کو جاری وساری رکھا۔آپکے اسلاف میں آپ کے نگر دادا سید اختر حسین صاحب مرحوم ان کے صاحبزادہ یعنی موصوف کے پر دادا سیّد عبدالباری صاحب مرحوم انکے خلف الصدق یعنی موصوف کے دادا سید تصدیق محمد صاحب مغفور انکے خلف الصدق سیّد نظیر علی صاحب مرحوم یعنی موصوف کے والد اپنے اپنے ازمنہ میں بذریعہ شعرو شاعری بارگاہ اہل بیت اطہار علیہ السلام میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے رہے۔

خدا کرے کہ بطفیل محمد وآل محمد یہ سلسلہ موصوف کی نسل میں آئندہ بھی جاری وساری رہے۔

فقط
ہیچمدان
سید محمد حسین الزماں نقوی
قصبہ سرسی۔ضلع۔مرادآباد۔یوپی

از: شاعر اہل بیت
جناب ڈاکٹر نسیم الظفر صاحب
سنبھل ضلع مرادآباد

فکر اور فنکار

کربلا کا معرکہ ہرگز نہ تھا تلوار کا
اک تقابل تھا فقط کردار سے کردار کا

کاشفؔ رضوی صاحب کا یہ مطلع ایک طرحی نشست میں سننے کا موقع ملا۔پھر اس شعر پر ان سے گفتگو ہوئی۔چونکہ ذہن میں برابر ایک تجسّس بنا ہوا تھا کہ اس تقابل کردار کا استعمال کاشفؔ صاحب نے برائے تقاضائے شعری کیا یا اس سلسلے میں وہ کربلا اور کربلا میں موجود کرداروں کی نفسیات کی معرفت کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔

درحقیقت کربلا کی معنویت اور مقاصد پر گفتگو کا دعوٰی بہت شعرا کو رہا مگر اپنے شعوری استعداد بھر سب کی گفتگو ایک حرف تشنہ کام سے آگے نہ بڑھ سکی (بہ استثنائے چند) میں نے جناب شفقؔ شادانی کے ہندی کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے اس جرح کو مفصل بیان کیا ہے کربلا کے رویئے کو پہچاننے کی کوشش میں ہمارے اکثر وبیشتر اہل قلم حضرات نے خود اپنے رویئے پیش کیئے ہیں۔کربلا کو اپنے زاویۂ نگاہ سے دیکھا ہے اور اپنے اپنے نظریات کے مطابق پیش کیا ہے۔مثلاً ہمارے متقدمین کے یہاں کربلا ایک مرکز عقیدت اور درسگاہ اخلاق وکردار کے طور پر نمایاں ہے تو ترقی پسند حضرات کے یہاں ایک منبع انقلاب کے طور پر اور جدیدیوں کے یہاں کربلا زندگی کو درپیش تمام تر مسائل' تمام حادثات وکیفیات کے اعلٰی ترین نمونے کے طور پر۔یہاں سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ان تینوں اقسام کے حضرات کے یہاں اپنی اپنی کربلا کی تاویلیں اور توجیہات بھی اتنی ہی اپنی اپنی ہیں جتنی ان کی کربلا۔مثالاً عرض کروں کہ متقدمین کے جذبات عقیدہ وعقیدت کے جو معیار تھے اس اعتبار سے انھوں نے کربلا کو ایک اعلٰی ترین درسگاہ کے طور

Presented by www.ziaraat.com

پر جانا اور پہچانا ۔ ایسے ہی ترقی پسندوں کا انقلاب جس جوش اور قوّت کے مظاہرے باطل کی قوّتوں سے نبرد آزما ہونے کا عزم استقلال، قربانی کا جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ خون سے دامن گیتی کو رنگین کرنے کا دعویٰ، تاج آمریت کو ٹھوکر سے الٹنے اور استبداد کو کیفر کردار تک پہونچانے کا نام انقلاب ہے۔

اب اگر غور کیجئے تو یہ ترقی پسندوں کی اپنی محدود فکر والا انقلاب اور محدود فکر والی کربلا ہے۔ اس میں کہیں بھی کربلا کا درس امن و اخوت، احترام مظلومی، کیفیت سر دادگی ندارد ہے۔ ہاں سر لینے کی گفتگو بہت زیادہ نظر آتی ہے۔

کاشفؔ صاحب سے میں بہت اچھی طرح واقف ہوں ۔ ان سے اور ان کے شعری مکاشفات سے بھی۔ سلام و منقبت ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں مگر غزل سے بھی اتنا ہی واسطہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ صلاحیت انہیں وراثت میں ملی ہے۔ گویا یوں کہوں کہ وہ دولت شعری کے سلسلے میں نو دولتیے نہیں ہیں بلکہ پشتینی رئیس ہیں ۔ انکے والد مرحوم سید نظیر علی صاحب اپنے عہد کے اچھا شعر کہنے والوں میں شمار ہوتے تھے ۔ ان کے دادا سید تصدیق محمد صاحب مرحوم کے بارے میں بھی سنا جاتا ہے کہ اچھے شعر کہتے تھے لیکن انکا کوئی کلام محفوظ نہیں جس پر تبصرہ کیا جا سکے ۔ پردادا سید عبدالباری صاحب بھی شاعر تھے اور اُن کے والد سید اختر حسین صاحب بھی فارسی میں شعر کہتے تھے ۔ گویا میرا اعلیٰ اللہ مقامہ کی بیت وہ اپنے لئے فخریہ استعمال کر سکتے ہیں۔

عمر گذری ہے اسی دشت کی سیّاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیر کی مدّاحی میں

اپنی شاعری کے سلسلے میں کاشفؔ صاحب سے گفتگو کیجیے تو پشتینی رئیسوں والا

انکسار اور تواضع نظر آتا ہے، نو دولتیوں کی مانند آسمان کو خاک اُڑانے والی کیفیت اور تکبّر و حسد نہیں پایا جاتا اور یہ بات صرف کائنات شعری تک ہی محدود نہیں وہ ذاتی زندگی میں بھی منکسر اور با اخلاق ہیں ۔ انہوں نے کربلا کے کردار اور پیغام کو لفظوں میں پرویا تو یہ تصویر بنی۔

کچھ لوگ صرف رکھتے ہیں پیکار پر یقیں
تیر و کماں یہ خنجر خونخوار پر یقیں
نافہم ہیں جو کرتے ہیں تلوار پر یقیں
دانا وہی ہیں جن کا ہے کردار پر یقیں

تیر و کماں نہ خنجر و تلوار چاہیئے
حقانیت کو دولت کردار چاہیئے

کردار وہ صفت ہے کہ جس کا نہیں بدل
تلوار پر بھروسہ ہے اذہان کا خلل
رخت سفر میں دولت کردار لیکے چل
تلوار ہی نہیں ہے ہر اک مسئلے کا حل

تیغ آزمائی کے لیئے فن کار چاہیئے
تلوار کو بھی پنجۂ کردار چاہیئے

اور شخصیت سے تعارف کرایا تو اس طرح کہ اگر کاشفؔ صاحب سے ملیئے تو یقین ہی نہیں آتا کہ ان صاحب کو دعوائے شعر گوئی بھی ہے ۔ ادھر کی ادھر کی دنیا بھر کے

Presented by www.ziaraat.com

موضوعات پر گفتگو کریں گے لیکن آسانی سے نہ کھلیں گے کہ میں بھی شاعر ہوں۔ حالانکہ کتنے ہی لوگ تو شاعر نظر آنے کی کوشش میں حلیہ تباہ کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ کسی کی زلفوں کی درازی اور بے ترتیبی، کسی کے چشمے کی بے ہنگامی، کسی کی ریش کی درازی دیکھئے تو دیکھتے ہیں بنتا ہے۔ مگر کاشف صاحب کسی کوشش کے نتیجے میں نہیں صورت سے ہی شاعر نظر آتے ہیں۔ اللہ نے شکل ہی ایسی دی ہے۔ اب اللہ کی دی ہوئی شکل ہے کس کو مجال کہ اعتراض کرے یا منکر ہو۔ رہ گئی صلاحیت اور فن کی بات تو ذرا قسطوں قسطوں میں کھلتے ہیں۔ آداب مجلس کا لحاظ حد درجہ رکھتے ہیں اسی لیئے انھیں کھولنا بھی ذرا آسان کام نہیں ہے۔

کندرکی قصبے نے خانقاہیت کا ماحول دیکھا ہے اور برتا ہے اور خانقاہی تہذیب کا اثر وہاں کے باشندگاں کی زندگی پر واضح نظر آتا ہے۔ اس لئے کندرکی کے باشندے کربلا سے بخوبی شناسا بھی ہیں اور کربلا کے پیغام امن واخوت ومساوات سے بھی۔ اپنے ماحول سے کاشف صاحب نے کافی استفادہ کیا ہے اور اسی لیئے سلام ومنقبت میں ان کا قلم خوب چلتا ہے اور رچ کر چلتا ہے۔ اب ان کے شعر قارئین کے دلوں پر کیا نقش مرتب کریں گے یہ تو قارئین جانیں اور آنے والا کل لیکن میں ان کی کامیابی کے لیئے دعا گو ہوں۔ فقط

والسلام

نسیم الظفر، سنبھل ضلع مرادآباد

مورخہ ۲۸ر فروری ۲۰۱۱ء

پیش لفظ

شاعری احساسات تجربات اور مشاہدات کے تحت جذبات کا اجمالی اظہار ہے جو روح کی گہرائیوں میں اتر کر دعوت فکر وعمل دیتا ہے۔ شاعری صرف اظہار ذات کا ہی نام نہیں بلکہ جوہر ذات کا نام بھی ہے شعر وسخن کا ذوق کسبی نہیں وہبی ہے۔ محنت ومشقت سے اس کو حاصل کرنا ممکن نہیں۔ شاعری نام ہے آمد کا بقول علمائے شعر وادب ''شاعر بنتا نہیں پیدا ہوتا ہے'' محنت، لگن جدّ و جہد اور مشقتیں تو اس کو منزل عروج تک لے جاتی ہیں۔''

قابل مبارکباد ہیں وہ شعرا کہ جنھوں نے اپنی شاعری کا موضوع گل وبلبل۔ نور ونکہت۔ جام و مینہ اور ابر وباراں کو نہ بنا کر ایک ایسی ذات اور اس کی آل کو بنایا کہ جس پر دین و دنیا کا انحصار ہے۔ ایسے ہی شعرا میں سے جناب کاشف رضوی بھی ہیں کہ جنکی شاعری کا بیشتر حصہ سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفٰے اور انکی آل پر مشتمل ہے۔

کاشف رضوی صاحب کا تعلق یوپی ضلع مرادآباد کے اس قصبہ سے ہے جسے کندرکی کہا جاتا ہے۔ جہاں بہترین خطیب وشعرا حضرات ہوئے اور آج کے دور میں کاشف صاحب شاعری کے میدان میں اس سلسلہ کو بخوبی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

یقیناً دادا مرحوم معجزؔ سنبھلی کی روح فردوس میں یہ جان کر ضرور باغ باغ ہو رہی ہوگی کہ آج ان کے صاحبان مجموعہ شاگردوں کی فہرست میں ایک اور شاگرد کا نام شامل ہونے جارہا ہے اور اپنے خلوص ومحبت۔ لگن اور جدّ وجہد کی آبیاری سے شاعری کا جو چمن سجایا تھا اسکی نکہت روز بروز بڑھتی ہی جارہی ہے۔

بقول سہیلؔ آفندی ''معجز صاحب نے شاعری کے ہر جادہ فکر پر رہروی کی ہے۔ انھوں نے اپنے پیغام کو آگے بڑھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ آپکے ۱۳ شعری مجموعے

Presented by www.ziaraat.com

اور سنبھل کا وہ تاریخی طرحی مسالمہ۔ جو ۱۹۳۸ء سے آج تک منعقد ہوتا ہے میرے اس قول کے آئینہ دار ہیں۔"

یہاں میرا بتانا فرض ہے اور حق بھی ہے کہ دادا معُجز سنبھلی کے انتقال کے بعد ان کے تین مجموعے تنویز کربلا۔ نظیر کربلا اور معجز بیانی منظر عام پر آچکے ہیں اور ان کا قائم کردہ نوریوں سرائے سنبھل کا وہ سالانہ طرحی مسالمہ آج بھی اسی شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں جناب ڈاکٹر عظیم امروہوی نے کہا تھا کہ "سنبھل کا یہ تاریخی مسالمہ پورے ہندوستان میں انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ اس میں شرکت کرنا شاعر کے لیئے فخر کی بات ہے۔"

میں نے شعور کی آنکھیں کھولنے کے بعد سے آج تک جن شعرا حضرات کو تقریباً ہر برس اس مسالمہ میں شریک ہوتے ہوئے دیکھا ہے ان میں ایک نام جناب کاشفؔ رضوی کا بھی ہے۔ اس مسالمہ میں شرکت کا سبب چاہے دادا مرحوم سے دلی محبت ہو یا اس مسالمہ سے دلی لگاؤ ہو۔

میرے ذہن میں کاشفؔ رضوی صاحب کے وہ طرحی اشعار آج بھی محفوظ ہیں۔ جو کافی مقبول ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ طرحی اشعار جو میری پیدائش سے قبل کے ہیں وہ بھی مجھ تک پہونچے کیونکہ کاشفؔ صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہر سال ان کا ایک نہ ایک شعر ایسا مقبول ہوا کہ عوام کے اذہان میں محفوظ ہو جاتا۔ بس عوام کی زبان سے ہی مجھ تک آگیا۔ لہذا میں ان مقبول ترین اشعار کو یہاں پیش کر کے اس مجموعے کے قارئین حضرات کو شاعر کے خیال وفکر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

جہاں میں کون اہل بیت کا یہ مرتبہ سمجھا
کہ ان کا ذکر ہوتا ہے عبادت میں شمار اب تک

اُس طرف بے چین حر تھا فرقت شبّیر میں
اِس طرف شبّیر حر کا راستہ دیکھا کیئے

سکون آئیگا کیسے بغیر اصغر کے
رباب خیمے میں جان رباب مقتل میں

یک مزاجی کا یہ آلم تھا حسینی گھر کا
ایک بچّہ بھی تو راضی نہ ہوا ہاں کے لیئے

ہاتھ کٹوا کے جو تعمیر کرے قصر وفا
یہ صفت ہے بھی تو عبّاس علمدار میں ہے

کیا عدیم المثل ہے زوج علیؑ و فاطمہؑ
اک نبی کے گھر سے ہے تو اک خدا کے گھر سے ہے

یہ تو دنیا ہے یہاں کیا قدر جانے گا کوئی
حشر کے دن دیکھنا اشک عزا کیا چیز ہے

گلے کو کاٹ کے خنجر تو ہو گیا خاموش
سناں کی نوک پہ کردار بولتا نکلا

کس درجہ شباہت تھی محمدؐ کی علیؑ میں
سوتے میں بھی انداز پیمبر نہیں بدلا

Presented by www.ziaraat.com

حر اب یہاں سے چلو تم بہ سمت بزم حسینؑ
ابھی تو بچ کے نکلنے کا راستہ بھی ہے

مجھے یقین ہے کہ کاشف رضوی صاحب کا یہ پہلا شعری مجموعہ ''نذرانہ کاشف'' اہالیانِ اُردو کے سنجیدہ حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ والسلام

ریزۂ خاکِ کربلا
تصویر سنبھلی
۱۴؍جنوری ۲۰۱۱ء

ابھرتا ہوا فنکار

از:جناب قیصر رضوی
کندرکی ضلع مرادآباد

قصبہ کندرکی ضلع مرادآباد کی پرانی بستی ہے۔ یہ قصبہ ہمیشہ سے ہی علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں دانشور، ادیب، خطیب اور شعرا اپنے اپنے علم وفن سے اس بستی کا نام روشن کرتے رہے ہیں۔

دورِ حاضر میں کاشف رضوی بھی اپنے علم وفن سے اس بستی کا نام روشن کئے ہوئے ہیں۔ کاشف صاحب غزلیات کے علاوہ نعت، سلام منقبت کہنے میں ماہر ہیں۔ موصوف کو یہ فن اپنے اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ کاشف رضوی کے دادا مرحوم سید تصدیق محمد رضوی اپنے وقت کے خوش گلو مدّاحِ اہل بیت تھے۔ ان کے بعد کاشف رضوی کے والد مرحوم سید نظیر علی رضوی نظیرؔ بہترین شاعر اور بہترین آواز کے مالک تھے نظیر علی صاحب اچھے سوزخواں۔ نوحہ خواں ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین میلادخواں بھی تھے۔ جو میلاد شریف میں اپنا ہی کلام پڑھتے تھے۔ سید نظیر علی صاحب اپنے فرزند اکبر سید سرفراز علی کاشف کو محافل ومجالس میں اپنے ہمراہ رکھتے تھے خاص طور سے مجالس میں جب سوزخوانی کرتے تو کاشف رضوی کو شریک سوزخوانی رکھتے۔ باپ کی طرح بیٹا بھی بہترین اور بلند آواز کا مالک نکلا۔

کاشف رضوی بچپن ہی سے شعر وشاعری کے شوقین رہے اور اپنے والد کی حیات ہی میں شعر گوئی کے ساتھ ساتھ سوزخوانی اور نوحہ خوانی کرنے لگے۔ اکثر مجالس و محافل میں کاشف رضوی کو بلانے کی فرمائش ہونے لگیں۔

مجھے خوب یاد ہے کہ کاشف صاحب نے اپنا پہلا کلام ڈاکٹر حیدر رضا صاحب کے یہاں ایک طرحی مسالمہ میں پڑھا تھا۔ جس کے کئی اشعار عوام نے پسند کئے تھے۔ دو شعر مجھے یاد ہیں:۔

عالم فانی سے پیا سا ہی گیا تو کیا ہوا کر لیا کوثر پہ قبضہ اصغر بے شیر نے
نہر پر قبضہ کیا عبّاس نے اس شان سے جس طرح خیبر لیا تھا شاہ خیبر گیر نے

اس کلام کو سُن کر جناب حکیم عزیز احمد عزیؔز اور مولوی جمیل حسن صاحب کاملؔ نے کہا تھا کہ نظیر علی تمہیں مبارک ہو تمہارا بیٹا ایک دن اچھا شاعر بنے گا۔

کاشفؔ رضوی کی مشق سخن جاری رہی اور ایک دن وہ آیا کہ موصوف نے علامہ معُجز سنبھلی کی شاگردی اختیار کر لی۔ اور ۱۹۸۱ء سے کاشفؔ رضوی کا کلام زینت اخبار بننے لگا۔

''قومی آواز'' دہلی۔ ''نظارہ'' لکھنو۔ ''اجلی تحریر'' گجرات۔ ''اخبار نو'' نئی دہلی۔ ''آئینہ عالم'' و ''مظلوم کی پکار'' مرادآباد۔ ''شان ہند'' دہلی جیسے اخبارات و رسائل میں موصوف کے کلام نے جگہ پائی۔

رامپور ریڈیو اسٹیشن سے بھی موصوف کا کلام نشر ہو چکا ہے۔ نظم کے ساتھ ساتھ کاشفؔ صاحب کو نثر پر بھی ملکہ حاصل ہے ۱۹۹۴ء میں لکھنؤ کے ایک مقالہ نگاری کے انعامی مقابلے میں آپنے اوّل انعام حاصل کیا۔

موصوف سید سرفراز علی کاشفؔ رضوی کا نعت۔ سلام۔ مسدس ونوحوں کا مجموعہ ''نذرانۂ کاشف'' ہمارے سامنے ہے جو ان کی شاعرانہ پرواز اور علمی فکر کا آئینہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ قارئین اس سے محظوظ ہوں گے۔

امید ہے کہ ان کی یہ کاوش آنے والی نسلوں کے لیئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

فقط والسلام

قیصر رضوی، محلّہ سادات کندرکی

۱۳ر جنوری ۲۰۱۱ء

حمد باری

ذرّے ذرّے میں تیرا جلوہ ہے دیکھتی ہے جو چشم بینا ہے
تو ہی بس عالمین کا رب ہے تو ہی رازق ہے رزق دیتا ہے
روز محشر کا خوف ہے لیکن رحمتوں پر تری بھروسہ ہے
ہم کو درکار ہے مدد تیری جز ترے اور آسرا کیا ہے
سیدھے رستے پہ ہم کو رکھ قائم ہر نفس ہر گھڑی یہ کلمہ ہے
جن پہ تیرا ہوا ہے فضل و کرم راستہ بس انھیں کا سیدھا ہے
جن پہ تیرا غضب ہوا نازل ان کے رستے ہی سے بچانا ہے
ہم ہیں محتاج اور تو مختار تیری قدرت کا کیا ٹھکانہ ہے
تو ہے یکتا نہیں ترا ثانی بعد تیرے نبی کا درجہ ہے
جو نبی کا نہیں ہے کب تیرا جو نبی کا ہوا وہ تیرا ہے

جز ترے غیر کا نہ ہو محتاج
صرف کاشفؔ کی یہ تمنّا ہے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

نعت

یہ شان ہے تو صرف حبیب خدا کی ہے — قرآن کی زباں پہ ثنا مصطفیٰؐ کی ہے
کامل جو دینِ حق ہوا تیئیس سال میں — معجز نمائی خلق شہ انبیا کی ہے
ایمان ہے اطاعت خیر البشر کا نام — قرآن کیا ہے حمد و ثنا مصطفیٰؐ کی ہے
دو ٹکڑے چاند کے کئے پلٹایا آفتاب — چلتا ہے حکم ان کا خدائی خدا کی ہے
ہم امتی ہیں ان کے تو جنّت کی فکر کیا — جنّت سوار دوش رسول خدا کی ہے
عظمت گھٹانے والے نبی کی یہ سوچ لے — مرضی جو ہے نبی کی وہی کبریا کی ہے
جنّت سے پہلے گنبد خضرا کو دیکھ لوں — حسرت یہ مجھ غلام شہ انبیا کی ہے
سائے کی ضد ہے نور تو سائے کا کیا سوال — سائے کی سوچ باغئی دین خدا کی ہے
جن کو نہ ہو شعور طلب اُن کو کیا کہیں — سارے جہاں میں دھوم تمہاری عطا کی ہے
دشمن کو غم ہے اس کا کہ کاشفؔ کو غم نہیں — غم کیوں ہو جبکہ چشم کرم مصطفیٰؐ کی ہے

☆☆☆

تضمین

کس کی آمد ہے تیرے گلشن میں
کس کی آہٹ ہے تیرے آنگن میں
عکس کس کا ہے تیرے درپن میں
کیوں یہ شدّت ہے تیری دھڑکن میں
''دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے''

جتنا کفّار نے اِسے روکا
کر کے ہر ظلم ہر ستم دیکھا
دین اسلام اور بھی پھیلا
تب لعینوں نے سر پکڑ کے کہا
''آخر اس درد کی دوا کیا ہے''

وہ جو سردار دین و دنیا ہے
انبیا میں جو سب سے اعلیٰ ہے
جو نبی علم کا مدینہ ہے
اس کو ان پڑھ بتایا جاتا ہے
''یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے''

شاہ کونین پر درود پڑھو
اجر بھی بے حساب حق سے لو
اپنے دامن کو رحمتوں سے بھرو
ایسا سودا کہ جس میں خرچ نہ ہو
''مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے''

درد فرقت میں ہم مچلتے ہیں
ہجر میں کروٹیں بدلتے ہیں
حسرتوں کے چراغ جلتے ہیں
کتنے ارمان دل میں پلتے ہیں
''کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے''

خواب بیدار بن گئے کاشفؔ
زیب دربار بن گئے کاشفؔ
خود ہی سردار بن گئے کاشفؔ
وہ وفادار بن گئے کاشفؔ
''جو نہیں جانتے وفا کیا ہے''

☆☆☆

کون حسین

دل محمدؐ و حیدرؑ کا چین کون حسینؑ
علیؑ و فاطمہؑ کا نور عین کون حسینؑ
لقب ہے جس کا شہ مشرقین کون حسینؑ
یزید اتنا نہ سمجھا حسین کون حسینؑ
فرشتے عرش سے پوشاک جسکی لاتے تھے
کبھی حسین کا جھولا جھلانے آتے تھے

ثبات و صبر کا جس کو امام کہتے ہیں
رسول پاک کا قائم مقام کہتے ہیں
جسے فرشتے بھی آکر سلام کہتے ہیں
جسے حسین علیہ‌السلام کہتے ہیں
جو رحمتوں کا ہے مسکن وہ گھر حسین کا ہے
جھکا نہ ظلم کے آگے وہ سر حسین کا ہے

حسین دین محمدؐ کی آبرو تو ہے
کیا ہے جسنے پیمبر کو سرخرو تو ہے
ہے جس کا پیکر اسلام میں لہو تو ہے
خدائے پاک کو ہے جس کی جستجو تو ہے
نظر میں لایا نہ ظلم و ستم کی کثرت کو
لہو کی دھار سے کاٹا گلوئے بیعت کو

Presented by www.ziaraat.com

جلا کے رکھدیا دین محمدیؐ کا چراغ
بجھایا صبر و تحمل سے سرکشی کا چراغ
لہو سے گل کیا بیعت کی زندگی کا چراغ
جہاں میں آج ہے روشن حسین ہی کا چراغ
ہے اس پہ ناز ہمیں، ہم حسین والے ہیں
یزیدیت کی زبانوں پہ آج تالے ہیں

حسینیو یہ دکھا دو کہ ہم حسینی ہیں
عمل سے اپنے بتا دو کہ ہم حسینی ہیں
قدم قدم پہ صدا دو کہ ہم حسینی ہیں
یزیدیت کو مٹا دو کہ ہم حسینی ہیں
رضائے خالق اکبر ہے مقصد شبیر
حیات دین پیمبر ہے مقصد شبیرؑ

اٹھو تو مقصد شبیر کی بقاکے لیئے
بڑھو تو مقصد شبیر کی بقاکے لیئے
جیو تو مقصد شبیر کی بقاکے لیئے
مرو تو مقصد شبیر کی بقاکے لیئے
نہ راستہ کبھی صبر و یقین کا چھوٹے
کسی بھی حال میں دامن نہ دین کا چھوٹے

مٹا کے بغض و حسد کا غبار دیکھ تو لو
بدل کے جینے کا اپنے شعار دیکھ تو لو
ہماری مان کے تم ایک بار دیکھ تو لو
قسم خدا کی بڑھے گا وقار دیکھ تو لو
وہ اتحاد بہتر کا تم نے دیکھا ہے
خلوص بوذر و قنبر کا تم نے دیکھا ہے

میں پوچھتا ہوں کہ نفرت سے فائدہ کیا ہے
بتاؤ بغض و عداوت سے فائدہ کیا ہے
کبھی یہ سوچا محبت سے فائدہ کیا ہے
کہ اتحاد کی دولت سے فائدہ کیا ہے
سبق نبی کا نہیں یاد دورِ حاضر کو
گلے ملا دیا انصار اور مہاجر کو

ذرا حسین کے انصار پر نظر ڈالو
تم انکے جذبۂ ایثار پر نظر ڈالو
حبیب و حُر وفادار پر نظر ڈالو
پھر اپنے آج کے کردار پر نظر ڈالو
خلوص و صبر و وفا ہے نہ پیار باقی ہے
حسین والوں میں کیوں انتشار باقی ہے

Presented by www.ziaraat.com

حسین حق پہ تھے تم بھی تو حق پرست بنو
ذرا حسین کے مقصد پہ بھی نظر رکھو
کسی کا دل نہ دکھایا حسین نے دیکھو
حسینیت کی روش کو نہ ہاتھ سے چھوڑو
حسینیت کا اگر ساتھ چھوٹ جائے گا
تو کوئی حُر سرِ فرش عزا نہ آئے گا

جو حق کا ساتھ نبھائے وہی حسینی ہے
کسی کا دل نہ دکھائے وہی حسینی ہے
ہر اک پہ رحم جو کھائے وہی حسینی ہے
جو اتحاد بڑھائے وہی حسینی ہے
تمہیں تو حق کے حریفوں سے جنگ کرنی ہے
ابھی ہزار یزیدوں سے جنگ کرنی ہے

ہمارے دل کی حرارت حسین کا ماتم
پیام حق کی اشاعت حسین کا ماتم
یزیدیت کی ہے آفت حسین کا ماتم
ادائے اجر رسالت حسین کا ماتم
صدائے ماتم سرور جہاں بھی جائیگی
حریف آل نبی کو نہ نیند آئیگی

سوائے ماتم شبّیر اور غم نہ کرو
یہ غم ہماری ہے تقدیر اور غم نہ کرو
مٹے رسول کی تصویر اور غم نہ کرو؟
ہوئی شہادت بے شیر اور غم نہ کرو
صغیر سن کہیں پیاسے شہید ہوتے ہیں
یہ وہ ستم ہے کہ پتھر بھی سن کے روتے ہیں

اجل کی گود میں اصغر کو دے چکے شبّیر
اور ہمشبیہ پیمبر کو دے چکے شبّیر
حبیب و حُر دلاور کو دے چکے شبّیر
خدا کی راہ میں سب گھر کو دے چکے شبّیر
دل رباب کی تربت بنا کے روئے ہیں
جوان لال کا لاشہ اٹھا کے روئے ہیں

کبھی سنا ہے کسی نے کہیں ستم ایسا
کسی نے دیکھا ہے جوروجفا کا یہ نقشہ
کہ ایک باپ اٹھائے جوان کا لاشہ
نبی کا پاس تھا اعدا کو اور نہ خوف خدا
ادائے اجر رسالت کا یہ نمونہ تھا
سوار دوش نبی تین دن سے پیاسا تھا

Presented by www.ziaraat.com

غم حسین سے ملتی ہے روشنی کاشفؔ
غم حسین ہے باطل سے بے رخی کاشفؔ
غم حسین مٹاتا ہے تیرگی کاشفؔ
غم حسین نہ چھوڑیں گے ہم کبھی کاشفؔ
غم حسین سے دل اور دماغ روشن ہیں
ہمارے گھر میں بہتر چراغ روشن ہیں

☆☆☆

مٹھیاں

یادگار و شرف ابن امیر آتا ہے
اہل باطل کا جگانے کو ضمیر آتا ہے
شہ کے ہاتھوں پہ حقیقت کا سفیر آتا ہے
مٹھیاں باندھ کے میداں میں صغیر آتا ہے
ایک مٹھی میں نہاں حیدر صفدر کا جلال
ایک مٹھی میں گرفتار ہے بیعت کا سوال

شاہ خیبر کی شجاعت ہے اسی مٹھی میں
اور قنبر کی قناعت ہے اسی مٹھی میں
گویا عبّاس کی ہیبت ہے اسی مٹھی میں
بند باطل تری بیعت ہے اسی مٹھی میں
مٹھیاں بند ہیں کچھ یہ بھی مشیت ہوگی
مٹھیاں کھول دے اصغر تو قیامت ہوگی

مٹھیاں یاد دلاتی ہیں کسا کا قصہ
پنجتن شیر و شکر ہیں یہ ہے ان کا منشا
قربت پنجتن پاک سمجھ لے دنیا
آل و قرآں نہیں ہوں گے کبھی آپس میں جدا
پنجتن کی بھی علامت ہے اسی مٹھی میں
چودہ معصوموں کی سیرت ہے اسی مٹھی میں

بند مٹھی میں کوئی راز ہی پنہاں ہوگا
منچلے دل کا مچلتا ہوا ارماں ہوگا
اس کی مٹھی میں مقیّد کوئی طوفان ہوگا
یا ستمگاروں کے مٹ جانے کا ساماں ہوگا
گویا تکمیل شہادت کی گواہی ہوگی
ہو نہ ہو بیعت فاسق کی تباہی ہوگی

ایسا لگتا ہے کہ قرآن وفا ہے ان میں
ایسا لگتا ہے بہتر کی صدا ہے ان میں
ایسا لگتا ہے کہ زہرا کی دعا ہے ان میں
مٹھیاں بند ہیں کیا جانیئے کیا ہے ان میں
غیظ میں مٹھیوں کو ایسے جکڑ رکھا ہے
جیسے بیعت کا گریبان پکڑ رکھا ہے

جرأت جعفر طیّار بھی ہو سکتی ہے
فرق بیعت کے لیئے دار بھی ہو سکتی ہے
کیا عجب قوّت انکار بھی ہو سکتی ہے
مسکراتی ہوئی تلوار بھی ہو سکتی ہے
مٹھیاں عین شہادت ہیں شہادت کے لئے
لے کے پیغام اجل آئی ہیں بیعت کے لئے

جانے کیا لایا ہے یہ تشنہ دہن مٹھی میں
صبر شبّیر کا شاید ہے چلن مٹھی میں
لیکے آیا ہے یہ زخموں کا چمن مٹھی میں
جنگِ بے تیغ کا رکھتا ہے یہ فن مٹھی میں
مٹھیاں نیزہ و خنجر کی طرح لگتی ہیں
دل کفّار میں نشتر کی طرح لگتی ہیں

مٹھیاں عزم کی دیوار نظر آتی ہیں
مٹھیاں برق شرر بار نظر آتی ہیں
مٹھیاں قاتل کفّار نظر آتی ہیں
فرق بیعت کی خریدار نظر آتی ہیں
اس کی صورت سے عجب غیظ عیاں ہوتا ہے
مٹھیاں دیکھ کے حیدر کا گماں ہوتا ہے

کیا خبر کون سی جاگیر ہے اس مٹھی میں
کیا خبر کون سی تاثیر ہے اس مٹھی میں
کیا خبر کون سی تدبیر ہے اس مٹھی میں
ایسا لگتا ہے کوئی تیر ہے اس مٹھی میں
حرملہ مٹھیوں میں تو ہی بتا دے کیا ہے
مٹھیوں سے تجھے کچھ ڈر تو نہیں لگتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

حرملہ دیکھ دھڑکتا تو نہیں تیرا دل
بند مٹھی میں کہیں ہو نہ ترا مستقبل
بند مٹھی کہیں بن جائے نہ تیری قاتل
ہے ابھی وقت ابھی ہوش میں آجا غافل
حرملہ حر سے معافی کا وہ جوہر لے لے
اسی مٹھی میں ہے تیرا بھی مقدر لے لے

بات کیا ہے جو ترا رنگ اڑا جاتا ہے
مٹھیاں دیکھ کے دل تو نہیں گھبراتا ہے
مٹھیوں میں کوئی کیا تیر نظر آتا ہے؟
خوف ان مٹھیوں کا کیوں تجھے لرزاتا ہے
تجھکو ناکام کہیں جنگ میں ہونا نہ پڑے
مٹھیوں والے کے آگے تجھے رونا نہ پڑے

ایسا لگتا ہے یہ مٹھی ہے سزا تیرے لئے
ایسا لگتا ہے یہ مٹھی ہے قضا تیرے لئے
ایسا لگتا ہے یہ مٹھی ہے فنا تیرے لئے
یہی مٹھی نہ بنے قہر خدا تیرے لئے
جو ہر تیغ شہ قلعہ شکن لایا ہے
اپنی مٹھی میں یہ بیعت کا کفن لایا ہے

حرملہ کس لئے محروم نظر آتا ہے
کیسا ظالم ہے کہ مظلوم نظر آتا ہے
مٹھیوں والا جو معصوم نظر آتا ہے
کیوں اسے دیکھ کے مغموم نظر آتا ہے
منقلب دل ہے ترا سینے کے اندر شاید
مٹھیاں دیکھ کے یاد آگئے حیدر شاید

ایک مظلوم کی آواز ہے اس مٹھی میں
دل ہلا دینے کا انداز ہے اس مٹھی میں
بالیقیں حیدری اعجاز ہے اس مٹھی میں
یہ کھلا ہی نہیں کیا راز ہے اس مٹھی میں
بند مٹھی کا نہ احوال کھلے گا کاشفؔ
راز تھا راز ہے اور راز رہے گا کاشفؔ

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

چادر

جنّت کا تذکرہ ہے نہ کوثر کا ذکر ہے
خندق کا تذکرہ ہے نہ خیبر کا ذکر ہے
تیروں کا تذکرہ ہے نہ خنجر کا ذکر ہے
میری زباں پہ آج تو چادر کا ذکر ہے
چادر سکون سیّد لولاک بن گئی
آرام گاہ پنجتن پاک بن گئی

آلِ نبی کے سائے میں عزّت ملی اسے
آکر سر بتول پہ عظمت ملی اسے
عصمت کے گھر میں آئی تو عصمت ملی اسے
مس ہو کے طاہرہ سے طہارت ملی اسے
عظمت نے سر کی اس کو موقّر بنا دیا
چادر کو طاہرہ نے مطہّر بنا دیا

پڑھتے ہیں سب حدیث کسا ہو کے باوضو
اللہ نے یہ بخشی ہے چادر کو آبرو
چادر کے تار تار میں عصمت کی پائی بو
جبریل کو بھی ہو گئی چادر کی آرزو
قصہ کسائے پاک کا مشہور ہو گیا
اللہ کی کتاب میں مذکور ہو گیا

چادر کے نیچے لیٹے تھے محبوب کبریا
مولا علیؑ حسینؑ و حسنؑ اور فاطمہؑ
زیر کسا ہوئے جو یہ معصوم ایک جا
چادر کا ذکرِ پاک حدیث کسا بنا
چادر کی اتنی عظمت و توقیر ہوگئی
نازل نبی پہ آیۂ تطہیر ہو گئی

چادر کا ہے کلام الٰہی میں تذکرہ
چادر کا اہلِ بیت نبی سے ہے رابطہ
سوئے تھے اوڑھکر اسے ہجرت میں مرتضیٰؑ
اس طرح اور بڑھ گیا چادر کا مرتبہ
چادر کی ہر کنار تجلی تھی طور کی
نورلی تھے اہل بیت تو چادر بھی نور کی

چادر کی ہر کنار تھی آئینہ جمال
چادر کے تار تار میں انوار ذوالجلال
چادر کے طول و عرض میں معصومیت کا جال
چادر تھی سیّدہ کی فضیلت میں بے مثال
آئی تھی ذوالفقار تو حیدرؑ کے واسطے
چادر بنی تھی فاطمہؑ کے سر کے واسطے

Presented by www.ziaraat.com

چادر بنی سفینۂ امّت کا بادباں
چادر جو کاٹ دیتی تھی کفّار کی زباں
ملتی تھی جس کے سائے میں مظلوم کو اماں
اور مومنوں کے واسطے چادر تھی سائباں
چلتی تھی جو حجاب میں وہ ذوالفقار تھی
چادر بھی ایک قوّت پروردگار تھی

چادر تھی فاطمہؑ کے سر افتخار کی
چادر تھی ایک صاحب عزّو وقار کی
انداز صابرا کا صفت ذوالفقار کی
آئینہ دار رحمت پروردگار کی
صبر و رضا کا رنگ تھا حسن وفا کے ساتھ
عظمت بڑھی تھی عظمت خیرالنسا کے ساتھ

چادر تھی فاطمہؑ کی صداقت کا آئینہ
حسن عمل کا صبر و قناعت کا آئینہ
زہرا کی پاک طینت و عصمت کا آئینہ
قرآن کی زبان تھی عترت کا آئینہ
صدق و صفا کے اس میں تھے ٹانکے لگے ہوئے
ایثار و آگہی کے نگینے جڑے ہوئے

تھی آئینہ حیا کا حمیّت کا پھول تھی
حامل فضیلتوں کی ردائے بتول تھی
لائے تھے جبرئیل یہ شان نزول تھی
زیب امام تھی کبھی زیب رسول تھی
گر ذوالفقار پائی ہے نفس رسولؐ نے
فضل خدا سے پائی ہے چادر بتولؑ نے

چادر یہ جس کے سر کی ہے وہ سر بھی لا جواب
چادر یہ جس کے گھر کی ہے وہ گھر بھی لا جواب
زہراؑ ہیں لاجواب تو حیدرؑ بھی لا جواب
تلوار لا جواب ہے چادر بھی لا جواب
تلوار ابن فاتح مرحب کو مل گئی
چادر جو سیّدہؑ کی تھی زینب کو مل گئی

زینب کے سر پہ آکے بھی عظمت وہی رہی
جو سیدہؑ کے سر پہ تھی عزّت وہی رہی
تھیں یہ بھی طاہرا تو طہارت وہی رہی
انداز سب وہی رہے عفّت وہی رہی
تھی سیّدہؑ کے سر پہ تو فاقہ کشی ملی
زینب کے سر پہ آئی تو تشنہ لبی ملی

Presented by www.ziaraat.com

زینب کے سر پہ آئی تو منظر ہی اور تھا
باطل کا دور دورا تھا چرچا تھا کفر کا
ظلم و ستم کی آندھیاں چلتی تھیں جابجا
چادر یہ دیکھتی رہی مابین کربلا
رائج تھی بے حیائی حیا نام کو نہ تھی
جوروجفا تھی عام وفا نام کو نہ تھی

مظلومیت سے برسر پیکار ظلم تھا
صبر و رضا سے جنگ پہ تیار ظلم تھا
طاقت کا نام دین تھا کردار ظلم تھا
بے دین ہو کے نام کا سردار ظلم تھا
بے پردگی کا دین کی احوال دیکھ کر
چادر کو سوچنا پڑا یہ حال دیکھ کر

سرکٹ گیا حسینؑ کا یہ دیکھتی رہی
اصغر کا حلق چھد گیا یہ دیکھتی رہی
گھر لوٹتے تھے اشقیا یہ دیکھتی رہی
مظلومیت کا حوصلہ یہ دیکھتی رہی
لاشے جو بے کفن تھے بہتّر کے سامنے
کتنا اہم سوال تھا چادر کے سامنے

کاشفؔ حسینیت کا سراپا بنی ہوئی
ناموس مصطفٰےؐ کا یہ پردہ بنی ہوئی
ناکامیِ یزید کا نقشہ بنی ہوئی
باطل کے سر پہ موت کا سایا بنی ہوئی
چادر سے فاتحانہ صفت آشکار تھی
فرق یزیدیت کے لئے ذوالفقار تھی

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

پیکرِ صبر و رضا

زینب رضا و صبر کے پیکر کا نام ہے
زینب ثبات و عزم کے جوہر کا نام ہے
زینب عمل کی راہ میں رہبر کا نام ہے
زینب فضیلتوں کے سمندر کا نام ہے
زینب ابوتراب کی دختر کا نام ہے
زینب حسنؑ حسینؑ کی خواہر کا نام ہے

زینب شعور و فکر کی منزل کا نام ہے
زینب علیؑ کے جذبۂ کامل کا نام ہے
زینب فنائے قوت باطل کا نام ہے
زینب حسینی بحر کے ساحل کا نام ہے
زینب وفا و صبر کی بستی کا نام ہے
زینب جناب نوح کی کشتی کا نام ہے

زینب جہاد نفس کی طاقت کا نام ہے
زینب بہار باغ شہادت کا نام ہے
زینب ستم سے آخری حجت کا نام ہے
زینب اخی کے ساتھ محبت کا نام ہے
زینب شریک کار رسالت مآب ہے
زینب فضیلتوں کی مکمل کتاب ہے

زینب علیؑ کے رُعب و جلالت کا آئینہ
ایمان کا حیا کا شرافت کا آئینہ
حسن عمل کا حسن طریقت کا آئینہ
زہراؑ کی پاک طینت و عصمت کا آئینہ
سیرت بتا رہی ہے شہ مشرقین ہے
زینب کہیں حسنؑ تو کہیں پر حسینؑ ہے

زینب جو بنت عقدہ کشا بنت بوتراب
زینب جو ماں کی عصمت و تطہیر کا جواب
زینب نبی جو چہرہ اسلام کی نقاب
زینب جو ہے نگاہ امامت کا انتخاب
ٹوٹے ہوئے دلوں کی کبھی آس بن گئی
پہونچی میان شام تو عبّاس بن گئی

زینب بنی جو عرش امامت کا آفتاب
زینب یزیدیت کو کیا جس نے بے نقاب
زینب جو شام و کوفہ میں ہے وجہ انقلاب
زینب ہوئی جو اپنے ارادوں میں کامیاب
یہ اور بات بستۂ زنجیر ہو گئی
پر مقصد حسین کی تعمیر ہو گئی

Presented by www.ziaraat.com

ہے عصمت بتول سے عصمت ملی ہوئی
ترکہ میں جس کو باپ کی جرأت ملی ہوئی
فطرت میں پنجتن کی ہے سیرت ملی ہوئی
حق سے جسے ہر ایک فضیلت ملی ہوئی
اس شیرِ دل کے دل میں دل بوتراب ہے
اس کی رگوں میں خون رسالت مآب ہے

خطبوں سے جسکے ظلم کی تشہیر ہو گئی
جس کی زبان صورت شمشیر ہو گئی
چادر بھی جس کی چادر تطہیر ہو گئی
جو کربلا میں مقصد شبّیر ہو گئی
سیرت ہر ایک زینت افلاک ہو گئی
زینب جواب پنجتن پاک ہو گئی

زینب سر علیؑ و محمدؐ کا تاج ہے
زینب یزیدی ظلم کا بہتر علاج ہے
زینب ترا مزاج انوکھا مزاج ہے
زینب ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہے
تھی گوہر بتول گہر ساز ہو گئی
ماں کا چلن تو باپ کی آواز ہو گئی

زینب نے کام ایسا سر شام کر دیا
جو کام تھا حسینؑ کا وہ کام کر دیا
اسلام کو رسول کے اسلام کر دیا
آغاز کو حسینؑ کے انجام کر دیا
بازو بندھا کے صبر کی تصویر ہو گئی
دیدی ردا تو محسن شبّیر ہو گئی

زینب حسینؑ ہی کی طرح کامراں رہی
زینب اخی کے ساتھ دم امتحاں رہی
شبّیر ہیں کتاب تو یہ داستاں رہی
اطفال اہل بیت کی یہ پاسباں رہی
دل کا قرار تھی غم پنہاں کے واسطے
عبّاس تھی یہ شام غریباں کے واسطے

شبّیرؑ کے سفر میں شریک سفر رہی
اس کی نظر حسینؑ کی بن کر نظر رہی
سر کٹ گیا حسینؑ کا یہ ننگے سر رہی
بھائی کے غم میں اس کی سدا چشم تر رہی
کٹتا ہوا اخی کا یہ سر دیکھتی رہی
دیکھا نہ جا رہا تھا مگر دیکھتی رہی

Presented by www.ziaraat.com

کی اس نے لاکھ شمر ستمگر سے التجا
بھائی کو میرے چھوڑ دے تو بہر کبریا
یہ مصطفیٰؐ کا لال ہے اے دشمن خدا
کیوں کاٹتا ہے سر مرے بھائی کا بے خطا
اے شمر تین روز کا پیاسا ہے رحم کر
اے شمر یہ نبی کا نواسہ ہے رحم کر

ہرگز سنی نہ شمر نے زینب کی التجا
کس کی زباں سے ہو یہ بیاں غم کا ماجرا
جس دم تھے محو یاد خدا شاہ کربلا
سوکھے گلے پہ شمر نے خنجر پھرا دیا
بے کس کھڑی تھی شمر ستمگر کے سامنے
بھائی شہید ہو گیا خواہر کے سامنے

بعد حسین کیا کہوں کیا کیا ستم ہوا
خیمے جلائے رانڈوں کی چھینی گئی رُدا
شمر لعیں نے بالی سکینہ پہ کی جفا
مارے طمانچے اس کے گہر چھین لے گیا
زینب اسیر بچوں کو تنہا لیئے ہوئے
بیٹھی تھی ایک ہاتھ میں نیزہ لیئے ہوئے

اب طاقت بیاں ہے نہ سننے کی تاب ہے
شام غریباں آئی عجب اضطراب ہے
زینب کا فرط غم سے کلیجہ کباب ہے
سنسان بن ہے لخت دل بوتراب ہے
جاگی یہ شب کو جذبۂ احساس کی طرح
پہرہ لگایا حضرت عبّاس کی طرح

زینب اکیلی جان پہ صدمے لیئے ہزار
بیٹھی تھی ننھے بچوں کا کر کے ابھی شمار
آتے تھے یاد اکبر و عبّاس بار بار
دیکھا کہ آرہا ہے اُدھر ایک شہ سوار
نیزہ لیئے یہ ہاتھ میں ہشیار ہو گئی
عبّاس کی بہن تھی علمدار ہو گئی

زینب نے شہ سوار کو دی بڑھ کے یہ صدا
سوئے ہیں ظلم و جور کے مارے ابھی ذرا
اسباب لوٹنا ہے تو پھر صبح لوٹنا
کچھ جل چکا ہمارا کچھ اسباب لٹ گیا
پر شہ سوار اور بھی بڑھتا چلا گیا
اتنا بڑھا کہ سامنے زینب کے آگیا

Presented by www.ziaraat.com

زینب نے لے لی ہاتھ میں رہوار کی لجام
کرنے لگی یہ غیظ میں اسوار سے کلام
تجھکو خبر ہے کون ہوں زینب ہے میرا نام
کہتی ہوں بار بار کہ سوتے ہیں تشنہ کام
ہر چند کہہ رہی ہوں مگر مانتا نہیں
میں بنت بوتراب ہوں کیا جانتا نہیں

الٹی نقاب رخ سے یہ کہنے لگا سوار
اے میری غمگسار نہ ہو اتنی بے قرار
تیرے بیاں نے کر دیا مجھ کو بھی اشکبار
تجھ سے رسول شاد ہیں راضی ہے کردگار
زینب مصیبتوں سے تری با خبر ہوں میں
پہچانتی نہیں مجھے تیرا پدر ہوں میں

زینب یہ سن کے ہو گئی بے تاب خستہ تن
رو رو کے اپنے باپ سے کرنے لگی سخن
بابا خزاں نے لوٹ لیا آپ کا چمن
بابا وہ رانڈ ہو گئی اک رات کی دلہن
بابا مصیبتوں میں نہ لی آپنے خبر
بابا شہید ہو گئے عبّاس نہر پر

بابا بلا کے بن میں بھرا گھر ہوا شہید
بابا وہ ہمشبیہ پیمبر ہوا شہید
بابا وہ چھ مہینے کا اصغر ہوا شہید
مہمان تھا جو حر دلاور ہوا شہید
خوں سے زمین کرب‌وبلا لال ہو گئی
قاسم کی لاش دشت میں پامال ہو گئی

بابا مصیبتوں کی ہوئی ہم پہ انتہا
پیاسا تھا تین روز سے کنبہ رسول کا
شمر ستم شعار نے اک یہ غضب کیا
لایا تھا ایک خنجر بے آب بے حیا
پاس ادب کیا نہ شمہ مشرقین کا
سجدے میں سر جدا کیا اس نے حسینؑ کا

بابا گلے پہ بھائی کے خنجر تھا جس گھڑی
اس دم مری نگاہ میں دنیا اندھیر تھی
آتا مدد کے واسطے اتنا نہ تھا کوئی
بھائی کا سر کٹا مرے دل پر چھری چلی
بابا غم‌والم سے جگر پاش پاش ہے
جلتی زمیں پہ آپکے دلبر کی لاش ہے

کاشفؔ قلم کو روک لے اب ختم کر بیاں
زینب کی وہ مصیبتیں ہوں کس طرح بیاں
دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بستہ ہوئی زباں
آنکھوں سے مومنین کی آنسو ہوئے رواں
مظلوم کوئی زینب و شبیرؑ سا نہیں
بھائی ملے گا ایسا نہ ایسی بہن کہیں

☆☆☆

سقائے اہل بیت

کون عبّاس؟ علمدار حسینؑ ابن علیؑ
کون عبّاس؟ پدر جس کا امام اور ولی
کون عبّاس؟ دل سبط پیمبر کی کلی
جس کی آغوش شجاعت میں وفا پھولی پھلی
کب کسی اور گلستاں میں یہ گل ملتے ہیں
نخل عبّاس پہ گلہائے وفا کھلتے ہیں

کون عبّاس؟ جو نخلِ دل حیدر کا ثمر
کون عبّاس؟ کہ ہے برقِ تپاں جس کی نظر
صورت و سیرت و اقبال میں جو مثل پدر
بن کے چمکا ہے جو دنیا میں وفاؤں کا قمر
شکل حیدر میں وفاؤں کا جو انداز بنا
ہاتھ کٹوائے مگر صاحب اعجاز بنا

وہ جو آغوش امامت میں پلا وہ عبّاس
جو ہوا دہر میں سرتاج وفا وہ عبّاس
باپ کے نقش قدم پر جو چلا وہ عبّاس
بن کے جو سایہ شبّیر رہا وہ عبّاس
شوکت شکر اسلام تھا حیدر کی طرح
نفسِ شبّیر تھا جو نفسِ پیمبر کی طرح

Presented by www.ziaraat.com

جی میں آتا ہے کہ عبّاس کو حیدر کہدوں
دیکھوں بے دست تو بے ساختہ جعفر کہدوں
جرأت و ہیبت و اقبال کا پیکر کہدوں
آپ کہدیں تو وفاؤں کا سمندر کہدوں
موج طوفان کی جس وقت اٹھا کرتی ہے
نامِ عبّاس کی تسبیح پڑھا کرتی ہے

جب کھلی آنکھ تو حسنینؑ کی صحبت پائی
تربیت ماں کی ملی باپ کی سیرت پائی
جب شباب آیا تو ترکہ میں شجاعت پائی
اپنے بابا کی طرح جرأت و ہیبت پائی
بے بہا سبطِ پیمبر کا ہے گوہر عبّاس
کربلا کے لیئے ہے دوسرا حیدر عبّاس

کل شجاعان جہاں آکے شجاعت دیکھیں
اہل دل حوصلہ و جرأت و ہمّت دیکھیں
تشنہ لب بپھرے ہوئے شیر کی حالت دیکھیں
دے کے شبّیر ذرا رن کی اجازت دیکھیں
رن میں عبّاس نہیں پیک قضا آئے گا
آج پھر جنگ میں خیبر کا مزا آئے گا

آتی ہے بوئے وفا جس سے وہ گلزار ہے تو
معجزہ یہ ہے کہ بے دست علمدار ہے تو
ہاتھ کٹ جائیں تو پھر جعفر طیّار ہے تو
غیظ میں آئے تو پھر حیدرؑ کرّار ہے تو
تو نے پایا ہے شرف آج وفاداری کا
تیرے ہی سر پہ سجا تاج وفاداری کا

کون کہتا ہے کہ عبّاس کو پانی نہ ملا
کون کہتا ہے کہ دریا سے وہ ناکام پھرا
آدمی ہم نے تو اس ظرف کا دیکھا نہ سنا
پانی چلّو میں لیا لے کے وہیں پھینک دیا
ہر لب موج وفاؤں کہ کہانی کہہ دے
نہر اس کی ہے جسے نہر کا پانی کہہ دے

پہرے پانی پہ ستمگاروں نے کو بٹھلائے
نہر پہ قبضہ رہا کس کا کوئی سمجھائے
جیت کوئی بھی کہے گیت کوئی بھی گائے
جیت تو اس کی ہوئی جس کا علم لہرائے
شیشۂ آب پہ جس وقت نظر جاتی ہے
سامنے صورت عبّاس جری آتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

جب چلا مشک و علم لے کے ید اللہ کا لال
تھا عیاں چہرۂ عبّاس سے حیدرؑ کا جلال
سامنے ہوتا نہ گر بخشش امّت کا سوال
جنگ وہ کرتا کہ بن جاتی جو خیبر کی مثال
اپنے ہمشیر و برادر کی سپر ہے عبّاس
قلب شبّیرؑ تو زینب کا جگر ہے عبّاس

العطش کی جو صدا دیتے ہیں پیاسے بچے
اور لالا کے دکھاتے ہیں جو خالی کوزے
قلب عبّاس کے ہو جاتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے
چاہتے ہیں کہ رضا جنگ کی سرور سے ملے
اے چچا کہہ کے سکینہ جو مچل جاتی ہے
رخ عبّاس کی رنگت ہی بدل جاتی ہے

بھر کے دریا سے جری مشک میں لایا پانی
مشک پر تیر لگا بہہ گیا سارا پانی
ہاتھ بھی کٹ گئے خیمے میں نہ پہونچا پانی
خونِ عبّاس سے بھی ہو گیا مہنگا پانی
شام تک پیاسی سکینہ کو بڑی آس رہی
اس کی آنکھوں میں فقط صورت عبّاس رہی

بعدِ عبّاس لعینوں نے کیئے ظلم سوا
العطش کہتے تھے بچے انھیں پانی نہ دیا
تیر سہ شعبہ سے کاشف چھدا اصغر کا گلا
دُر سکینہ کے چھنے چھن گئی زینب کی ردا
خیمے اعدا نے جلائے تو چچا یاد آئے
مارے ظالم نے طمانچے تو چچا یاد آئے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

قرآن واہل بیت

اسلام کی حیات ہیں قرآن و اہل بیت
اور باعث نجات ہیں قرآن و اہل بیت
منجملۂ صفات ہیں قرآن و اہل بیت
خورشیدِ کائنات ہیں قرآن و اہل بیت
قرآن حکم ہے تو عمل اہل بیت ہیں
قرآں کے حرف حرف کا حل اہلِ بیت ہیں

قرآن معجزہ ہے تو معجزنما ہیں یہ
وہ راہ مستقیم ہے تو رہنما ہیں یہ
قرآں کلام حق ہے تو لحن خدا ہیں یہ
وہ ایک فلسفہ ہے تو اک فلسفہ ہیں یہ
قرآن علم ہے تو معلّم ہیں اہلِ بیت
قرآں کلام ہے متکلّم ہیں اہلِ بیت

قرآں کے تیس پاروں کی تفسیر اہلِ بیت
قرآن کے وقار کی توقیر اہل بیت
قرآن کے جمال کی تنویر اہلِ بیت
قرآں کی رُو سے صاحب تطہیر اہل بیت
قرآن مدح خواں ہے تو ممدوح اہلِ بیت
قرآن پاک جسم ہے تو روح اہلِ بیت

قرآن انتخاب ہے تو یہ بھی انتخاب
قرآن تو خموش ہے یہ بولتی کتاب
اس کا کوئی جواب نہ ان کا کوئی جواب
پڑھنا اسے ثواب انھیں دیکھنا ثواب
قرآں میں کائنات کی جملہ صفات ہیں
اور اہل بیت عالِمِ کُل کائنات ہیں

دو راستے نجات کے قرآن و اہل بیت
دو راستے حیات کے قرآن و اہل بیت
دو پہلو ایک بات کے قرآن و اہل بیت
دو رخ ہیں ایک ذات کے قرآن و اہل بیت
ہر فعل اہل بیت کا ایمان بن گیا
جو کچھ انھوں نے کہہ دیا قرآن بن گیا

وہ اہل بیت جن کے لیئے آئی لافتیٰ
وہ اہل بیت جن کی ثنا خواں ہے انما
سائل کو بھیک دے دیں تو نازل ہو ہل اتیٰ
بستر پہ سورہیں تو ملے مرضیٔ خدا
نافہم کیا سمجھ سکیں جو ان کی شان ہے
قرآنؑ اہل بیت نبی کی زبان ہے

Presented by www.ziaraat.com

کعبہ ہے جن کی جائے ولادت وہ اہل بیت
اب تک دلوں پہ جن کی حکومت وہ اہل بیت
محشر میں جو کریں گے شفاعت وہ اہل بیت
میراث میں ہے جن کی شہادت وہ اہل بیت
جن کے دہن میں اپنی زباں خود رسول دیں
ہوں پشت پر سوار تو سجدے کو طول دیں

کعبے میں ان کو دوشِ پیمبر پہ دیکھو لو
ہجرت کی شب رسول کے بستر پہ دیکھ لو
ہے کون یہ غدیر کے منبر پہ دیکھ لو
تارے بھی آسمان کے اس گھر پہ دیکھ لو
قرآن کے نزول کا مسکن ہیں اہل بیت
پکڑے رہو رسول کا دامن ہیں اہل بیت

دامن اگر چھٹا تو ٹھکانہ کہیں نہیں
بے حبِّ اہل بیت نہ دنیا ملے نہ دیں
ایسا نہ ہو کہ پھیر لیں منھ ختمِ مرسلیں
ان بے وفائیوں کا نہ قصّہ چھڑے کہیں
اے غافلوں وہ حشر کا میدان یاد ہے؟
عترت کو بھولے بیٹھے ہو قرآن یاد ہے

مفہوم تو بھلا دیا قرآن یاد ہے
خالق کا اور رسول کا فرمان یاد ہے؟
بولو غدیر خم کا وہ اعلان یاد ہے؟
آل نبی کا کوئی بھی احسان یاد ہے؟
عترت کو چھوڑا حقِّ امانت ادا کیا؟
امّت نے خوب اجر رسالت ادا کیا

قرآن پڑھ رہے تھے دکھانے کے واسطے
حافظ بنے ہوئے تھے مٹانے کے واسطے
آئے بچانے والے بچانے کے واسطے
قرآں کے بدلے خون بہانے کے واسطے
اپنے جگر کے پاروں کو قربان کر دیا
اسلام کی حیات کا سامان کر دیا

کاشفؔ جہاں سے فیض کے دریا ہوئے رواں
پیسی ہیں جن کے گھر کی ملائک نے چکیاں
مانگی ہیں جن کے در پہ فرشتوں نے روٹیاں
تاراج کربلا میں ہوا ان کا گلستاں
مقتل میں خون آل پیمبر کا بہہ گیا
اس خون نے طفیل سے قرآن رہ گیا

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

دوستی کربلا کے آئینہ میں

دوستی عشق و محبت کی فراوانی ہے
دوستی جذبۂ اخلاص ہے قربانی ہے
دوستی اصل میں اک رشتۂ روحانی ہے
ورنہ پھر دوستی اک بہتا ہوا پانی ہے
دوستی وہ ہے کہ چرچا ہو ہر اک محفل میں
دوست کے کانٹا لگے درد ہو اپنے دل میں

یوں تو بالائے زمیں دوست ہوا کرتا ہے
ایک سے ایک حسیں دوست ہوا کرتا ہے
ہاتھ ملنے سے کہیں دوست ہوا کرتا ہے
دوست کے دل میں مکیں دوست ہوا کرتا ہے
فاصلہ دوست سے ہو جائے تو رنجور نہ ہو
آنکھ سے دور سہی دل سے مگر دُور نہ ہو

عہدو پیماں کا نہ کچھ پاس نہ احساس وفا
دوست بن بن کے دیا کرتے ہیں کچھ لوگ دغا
درد دے کر جو دیا کرتے ہیں ناکام دوا
دوست کے دوست رہے کرتے رہے جور و جفا
خلق و ایثار کی محتاج ہوا کرتی ہے
دوستی ظرف کی معراج ہوا کرتی ہے

دوست جب گردش حالات میں گھِر جاتے ہیں
دوست ہی بگڑے ہوئے وقت میں کام آتے ہیں
خستہ حالی سے کہیں دوست کی گھبراتے ہیں
دشمنوں میں جو گھرے دوست تو بل کھاتے ہیں
خاطرِ دوست کبھی دل پہ گرانبار نہ ہو
دعوت موت بھی دے دوست تو انکار نہ ہو

اک طرف بارگراں ایک طرف دوست کی بات
اک طرف سوز نہاں ایک طرف دوست کی بات
اک طرف غم کا دھواں ایک طرف دوست کی بات
اک طرف سارا جہاں ایک طرف دوست کی بات
عیش و عشرت سے بہر طور کنارا کرلے
وقت پڑ جائے تو کانٹوں پہ گذارا کر لے

چاہنے والے کبھی شہر بدر ہوتے ہیں
خوف کھاتے نہیں بے خوف و خطر ہوتے ہیں
گردش وقت میں یوں سینہ سپر ہوتے ہیں
سر پہ ہوتا ہے کفن ہاتھوں پہ سر ہوتے ہیں
دوست صحرا میں ملیں گے نہ گلستانوں میں
دوست آئیں گے نظر جنگ کے میدانوں میں

Presented by www.ziaraat.com

دوستی ہو علی‌الاعلان جو دنیا دیکھے
دوست کا گھر جلے اور دوست تماشہ دیکھے؟
جوش الفت میں نہ کچھ اپنا پرایا دیکھے
خون دے اپنا جہاں اس کا پسینہ دیکھے
ہے عبث دعوٰی الفت کس ساحر کی طرح
دوستی ہو تو حبیب ابن مظاہر کی طرح

دوست بچپن کے تھے یہ دونوں حسینؑ اور حبیب
ایسی قربت تھی کہ ہو جیسے جگر دل کے قریب
دونوں اک دوسرے کے درد محبت کے طبیب
دوست اب ہوتے نہیں ایسے زمانے میں نصیب
جوش الفت میں جو پیری کو جوانی کر دے
دوست کی چاہ میں جو خون کو پانی کر دے

پاکے شبیرؑ کا پیغام یہ جرّار چلا
آن واحد میں چلا برق کی رفتار چلا
اک وفادار کی خدمت میں وفادار چلا
جوش الفت میں یہ کرتا ہوا گفتار چلا
دوستی شکر ادا کر کہ بہار آئی ہے
آج مطلوب بھی طالب کا تمنائی ہے

تلخی ہجر میں دن رات گذارے اب تک
ظلمت شب میں تھے قسمت کے ستارے اب تک
ہمنوا دور رہے ہم سے ہمارے اب تک
کشتی زیست نہ لگ پائی کنارے اب تک
آج لگتا ہے کہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے
آج کی رات ملاقات کی رات آئی ہے

آج کی رات یقیناً ہے ملاقات کی رات
آج کی رات ہر اک رنج سے پائیں گے نجات
آج کی رات ہمیں رکھنا ہے اک دوست کی بات
آج کی رات ملے گی ہمیں اک تازہ حیات
حق محبت کا بہرحال ادا کرنا ہے
ہم نے اک وعدہ کیا تھا جو وفا کرنا ہے

وعدہ وہ وعدہ وفا جس کی محبت کا مآل
وعدہ وہ وعدہ وفا جس کی ہے خوشنودئ آل
آج ہے پیش نظر دوست کی نصرت کا سوال
سربکف ہو کے چلوں آپ بنوں اپنی مثال
وہ کروں جنگ جو مشہورِ جہاں ہو جائے
رن میں جائے تو یہ بوڑھا بھی جواں ہو جائے

Presented by www.ziaraat.com

منتظر دوست کی آمد کے تھے شبّیر اُدھر
راہِ کوفہ کی طرف اٹھتی تھی رہ رہ کے نظر
آیا وہ وقت ملی دوست کی فرقت سے مفر
غم کے بادل میں نظر آیا امیدوں کا قمر
لب مشتاق نے خود دست کرم چوم لیئے
بڑھ کے منزل نے مسافر کے قدم چوم لیئے

ایسے انداز سے یہ طالب و مطلوب ملے
جس طرح یوسفِ گم کردہ سے یعقوب ملے
ایک مدّت سے تھے بچھڑے ہوئے کیا خوب ملے
آج دل کھول کے محبوب سے محبوب ملے
آخری روز ہے اب رات جناں میں ہو گی
اب کے بچھڑے تو ملاقات جناں میں ہوگی

وہ حبیب ابن مظاہر جو نبی کا شیدا
وہ حبیب ابن مظاہر جو وصی کا شیدا
ہاں وہی تھا جو ولی ابن ولی کا شیدا
تھا جو اولادِ رسول عربی کا شیدا
کر دیا جس نے ادا حقِ صداقت کاشفؔ
خون سے لکھ گیا قرآنِ محبت کاشفؔ

☆☆☆

آئینہ صداقت

حسینؑ نام ہے راہ خدا کے رہبر کا
حسینؑ نام ہے صبر و رضا کے پیکر کا
حسینؑ نام ہے دین رسول داور کا
حسینؑ نام ہے ایثار کے سمندر کا
حسینؑ نام ہے عزم و عمل کے حیدرؑ کا
حسینؑ نام ہے اسلام کے مقدر کا

حسینؑ نام ہے سرمایۂ شریعت کا
حسینؑ نام ہے آئینہ صداقت کا
حسینؑ نام ہے محبوب حق کی سیرت کا
حسینؑ نام ہے اللہ کی مشیت کا
حقیقتوں کا مصور حسینؑ ہوتا ہے
حسین جیسا مفکر حسینؑ ہوتا ہے

حسینؑ کہتے ہیں اخلاص کے نگینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ایمان کے خزینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم نوح کے سفینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم علم کے مدینے کو
حسینؑ رنگِ حقیقت نکھارنے والا
حسینؑ حر کا مقدر سوارنے والا

حسینؑ کہتے ہیں امن و اماں کے پیکر کو
حسینؑ کہتے ہیں رحم و کرم کے مظہر کو
حسینؑ کہتے ہیں جودوسخا کے لنگر کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم صبر کے پیمبر کو
حسینؑ کہتے ہیں شان نزول رحمت کو
حسینؑ کہتے ہیں خنجر تلے عبادت کو

حسینؑ کون ہے حق کی کتاب ہے گویا
حسینؑ کون ہے رحمت کا باب ہے گویا
حسینؑ کون ہے بحر ثواب ہے گویا
حسینؑ کون ہے اک انقلاب ہے گویا
حسینؑ کون ہے حقانیت کا جادہ ہے
حسینؑ کون ہے اک مستقل ارادہ ہے

حسینؑ کون ہے ہر درد و غم کا درماں ہے
حسینؑ کون ہے سب سے بلند انساں ہے
حسینؑ کون ہے جو بول اٹھے وہ قرآں ہے
حسینؑ کون ہے جس کا نبی پہ احساں ہے
حسینؑ کہتے ہیں وحدت پہ مرنے والے کو
حسینؑ کہتے ہیں بیعت نہ کرنے والے کو

عطا و مہر کے در کو حسینؑ کہتے ہیں
علیؑ کے ظرف نظر کو حسینؑ کہتے ہیں
رسول پاک کے گھر کو حسینؑ کہتے ہیں
خدا پرست بشر کو حسینؑ کہتے ہیں
وہ جس کی گود میں اکبر سے لال پلتے ہیں
وہ جس کے گھر میں بہتّر چراغ جلتے ہیں

حسینؑ کون ہے دین نبی کی منزل ہے
حسینؑ کون ہے بحر وفا کا ساحل ہے
حسینؑ کون ہے اک دفتر فضائل ہے
حسینؑ کون ہے بے شک عزیز ہر دل ہے
خدا پرست حسینؑ شہید ہوتا ہے
مگر حسینؑ کا منکر یزید ہوتا ہے

یزید کون جو بد بخت فاسق و فاجر
حسینؑ کون جو مظلوم و صابر و شاکر
یزیدؔ کفر و ضلات کا شاعر و ساحر
حسینؑ دین محمدؐ کا حافظ و ناصر
یزید کہتے ہیں راہ خدا کے رہزن کو
حسین کہتے ہیں دیں کے چراغ روشن کو

Presented by www.ziaraat.com

یزید جس کا ہر اک فعل تھا خطا ہی خطا
حسینؑ جس کا ہر اک نقش پا ہے نقش وفا
یزید بانئ ظلم و ستم رہین جفا
حسینؑ معدن رحم و کرم ہے باب عطا
یزید جس کو ہزاروں خطا شعار ملے
حسینؑ جس کو بہتّر وفا شعار ملے

یزید خونِ شہیداں کا بار ہے جس پر
حسینؑ صبر و قناعت نثار ہے جس پر
یزید لعنت پروردگار ہے جس پر
حسینؑ رحمتوں کا انحصار ہے جس پر
یزید حامل جاہ و حشم نہیں ہوتا
حسینؑ وہ ہے کہ سر جس کا خم نہیں ہوتا

وہی حسینؑ جو ملک بقا کا مالک ہے
وہی حسینؑ جو روز جزا کا مالک ہے
وہی حسینؑ جو دین خدا کا مالک ہے
وہی حسینؑ کہ جو کربلا کا مالک ہے
وہ جس کے باپ کو مرتضیٰ کردگار ملی
وہ جس کے باپ کو خالق سے ذوالفقار ملی

حسینؑ جس کے چمن میں بہار ہے اب تک
حسینؑ جس سے ستم شرمسار ہے اب تک
مئے حسینؑ کا کاشف خمار ہے اب تک
حسینؑ ہی کا ہمیں انتظار ہے اب تک
حسینؑ وہ ہے جسے ساری کائنات ملے
حسینؑ وہ ہے جو مرجائے تو حیات ملے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

کردار علی

گلشن دین رسالت کی کلی کہتے ہیں
وہ جسے شاہد روز ازلی کہتے ہیں
کچھ خدا کہتے ہیں کچھ لوگ ولی کہتے ہیں
عام لفظوں میں مگر مولا علیؑ کہتے ہیں
دیدۂ ظرف سے ایثار کے آئینے میں
آؤ دیکھیں اسے کردار کے آئینے میں

دیکھنا یہ ہے کہ یہ شخص بھی ہم سا تو نہیں
اس نے کردار کو اپنے کبھی بیچا تو نہیں
منھ کبھی خدمت اسلام سے موڑا تو نہیں
حکم ہجرت میں تھا سونے کا یہ جاگا تو نہیں
اس کا ایماں کہیں لغزش تو نہیں کرتا تھا
لاۃ و عزّہ کی پرستش تو نہیں کرتا تھا

کہا تاریخ نے کردار علی دیکھوگے؟
ہوش کی پی کے جو دیکھو گے تو کچھ سمجھو گے
جوش میں آگئے تو ہوش ہی کھو بیٹھوگے
تم بھی اس بندۂ خالق کو خدا کہہ دو گے
کون ایسا ہے جو تلواروں میں سو جائے گا
اس کا کردار تو ہجرت میں نظر آئے گا

ذوالعشیرہ میں نظر آئے گا کردار اس کا
جبکہ پیغمبر اسلام تھے بالکل تنہا
لاالٰہ کا جو اعلان پیمبر نے کیا
فرد واحد تھا یہی جس نے کہ لبیک کہا
اس لڑکپن میں بھی یہ عزم و توانائی تھی
نصرت دین الٰہی کی قسم کھائی تھی

اس کا ہر فعل تھا مرضئ مشیت کے لئے
جو بھی اقدام تھا وہ حق کی حمایت کے لئے
ہاتھ اس کے نہ بڑھے مال غنیمت کے لئے
اس کی تلوار چلی دین کی نصرت کے لئے
جب بھی تاریخ کے دامن کی ہوا آتی ہے
اِسی کردار سے ہاں بوئے وفا آتی ہے

انّما سے سنو کردار علیؑ کی منزل
ہل اتٰی سے سنو کردار علیؑ کی منزل
لافتٰی سے سنو کردار علیؑ کی منزل
مصطفٰے سے سنو کردار علیؑ کی منزل
علمِ پیغمبرِ اسلام کے وارث ہیں علیؑ
کلِ ایماں اِسی کردار کے باعث ہیں علیؑ

Presented by www.ziaraat.com

رجعت شمس ہے آئینہ کردار علی
انما آئی ثنا کرتی ہوئی اس کی کبھی
محو تھا عشق الٰہی میں نماز ایسی پڑھی
پاؤں سے تیر کھنچا اور خبر بھی نہ ہوئی
سوئے بستر پہ تو سونا بھی عبادت سے سوا
ایک ضربت بھی ہے ثقلین کی طاعت سے سوا

اس کا کردار محبت ہے زمانے والو
اس کا کردار ہدایت ہے زمانے والو
اس کا کردار عدالت ہے زمانے والو
اس کا کردار قناعت ہے زمانے والو
کوئی طاقت اسے روپوش نہیں کر سکتی
اس کو تاریخ فراموش نہیں کر سکتی

اِسی کردار سے محراب کی عظمت باقی
اِسی کردار سے منبر کی فضیلت باقی
اِسی کردار سے قرآن کی حشمت باقی
اِسی کردار سے اسلام کی شوکت باقی
عدل و انصاف و اخوت کا سبق ملتا ہے
جہاں کردار علی ہے وہیں حق ملتا ہے

بل اٹی جانتی ہے اس کو سخی جیسا تھا
تھا وصی ایسا رسول عربی جیسا تھا
نبی ہرگز نہ تھا پھر بھی یہ نبی جیسا تھا
حوصلہ ہو تو کہو کوئی علیؑ جیسا تھا؟
تھا یہی ایک محمدؐ کے گھرانے والا
نفس کو بیچ کے کردار بنانے والا

فرد واحد تھا پیمبر کے وفاداروں میں
ابوطالب کی طرح تھا یہ مددگاروں میں
غیر فرّار تھا کاشفؔ نہ تھا فرّاروں میں
چین کی نیند جو سویا کیا تلواروں میں
نفس کو بیچ کے مرضیٔ مشیت لی ہے
عبدومعبود نے کیا طرفہ تجارت کی ہے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

کردار اور تلوار

تبلیغ کا محل ہو تو گفتار سے لڑو
حسنِ عمل سے خُلق سے ایثار سے لڑو
ہو معرکہ عمل کا تو کردار سے لڑو
میداں کی بات آئے تو تلوار سے لڑو
زنجیر ظلم کاٹو قناعت کی دھار سے
مرحب کی چارہ سازی کرو ذوالفقار سے

کچھ لوگ جی رہے ہیں ضلالت کی زندگی
جیتا ہے کوئی دنیوی شوکت کی زندگی
تم کو گذارنی ہے جو عزّت کی زندگی
کردار کی حیات طہارت کی زندگی
نقش و نگارِ ذات علیؑ دیکھ کر چلو
آئینہ حیات علیؑ دیکھ کر چلو

کچھ لوگ صرف رکھتے ہیں پیکار پر یقیں
تیرو کماں پہ خنجرِ خونخوار پر یقیں
نافہم ہیں جو کرتے تلوار پر یقیں
دانا، وہی ہیں جن کا ہے کردار پر یقیں
تیر و کماں نہ خنجر و تلوار چاہیئے
حقّانیت کو دولت کردار چاہیئے

کردار ہے بلند تو جھکتے ہیں بادشاہ
تلوار کاٹ دیتی ہے چاہت کی رسم و راہ
کردار ہے جو کرتا ہے دشمن سے بھی نباہ
تلوار بستیوں کو بناتی ہے قتل گاہ
تلوار سے بجھیگی نہ مقصد کی تشنگی
کردار سے نکھرتی ہے ایماں کی زندگی

کردار وہ صفت ہے کہ جس کا نہیں بدل
تلوار پر بھروسہ ہے اذہان کا خلل
رخت سفر میں دولت کردار لیکے چل
تلوار ہی نہیں ہے ہر اک مسئلے کا حل
تیغ آزمائی کے لیئے فن کار چاہیئے
تلوار کو بھی پنجۂ کردار چاہیئے

تلوار کے چلانے کو کچھ حوصلہ بھی ہو
ایمان بھی ہو جوہر عدل و وفا بھی ہو
تلوار کا ہنر بھی ہو اور تجربہ بھی ہو
کردار بھی بلند ہو خوف خدا بھی ہو
منبر پہ دیکھ لو کبھی لشکر میں دیکھ لو
یہ سب صفات دیکھو تو حیدر میں دیکھ لو

Presented by www.ziaraat.com

کوئی چلا نہ پائے تو تلوار کیا کرے
ڈر ڈر کے رن میں جائے تو تلوار کیا کرے
میداں سے لوٹ آئے تو تلوار کیا کرے
کردار بیچ کھائے تو تلوار کیا کرے
موزوں اسی کا ہاتھ ہے تلوار کے لیئے
جو اپنا نفس بیچ دے کردار کے لیئے

ہے کوئی جو عالم و جرّار ساتھ ساتھ
زاہد بھی متقی بھی وفادار ساتھ ساتھ
رکھتا ہو دونوں فن ہی جو فنکار ساتھ ساتھ
تلوار اور جوہر کردار ساتھ ساتھ
میدان میں جری ہو تو محراب میں ولی
تلوار کی زبان سے نکلا علیؑ علیؑ

کردار تو رہا ہے سدا زندگی کے ساتھ
تلوار بھی ہمیشہ رہی ہے علیؑ کے ساتھ
آساں نہیں ہے تیغ زنی بندگی کے ساتھ
عدل و وفا رضائے خدا و نبی کے ساتھ
مارا نبی کے دشمنوں کو ذوالفقار سے
بستر پہ سوئے مرتضٰی پرور دگار سے

ادنٰی سی اک مثال ہے خندق کا واقعہ
تلوار اور جوہر کردار ایک جا
یعنی جہاد نفس کا بے مثل آئینہ
مغلوب کر کے مدّ مقابل کو چھوڑنا
دشمن کا سر اتار کے شکر خدا کیا
مرضئ رب کو مال غنیمت سمجھ لیا

تلوار کا جو کام تھا تلوار سے کیا
کردار کا جو کام تھا کردار سے کیا
ایثار کا جو کام تھا ایثار سے کیا
سب کچھ رضائے ایزد غفّار سے کیا
تلوار سے حفاظت دین رسولؐ کی
کردار سے اشاعت دین رسولؐ کی

تلوار بھی اٹھائی تو بروقت بر محل
راہ خدا میں کی ہے ہر اک جنگ اور جدل
مشکل کشا کے پاس تھا سب مشکلوں کا حل
تلوار کا بدل ہے نہ کردار کا بدل
ہجرت کی شب سے عظمت کردار پوچھ لو
روح الامیں سے قوّت تلوار پوچھ لو

Presented by www.ziaraat.com

ملتی نہیں بلندئی کردار کی تو حد
فہم و تصورات سے بالا ملے گا قد
مشکل کا وقت ہو تو کہو یا علیؑ مدد
ہوتے نہیں سوال یہاں سائلوں کے رد
جاتے تھے فرش والے تو دن رات مانگنے
آئے ہیں عرش والے بھی خیرات مانگنے

ہجرت کی شب رسولؐ جو نکلے مکان سے
تلواریں کافروں کی تھیں باہر میان سے
بستر پہ سو رہے تھے علیؑ آن بان سے
آئی ندائے غیب یہ اک آسمان سے
جو نفس بیچتا ہو وہ کردار چاہیئے
مرضئی رب بلیکی خریدار چاہیئے

اے جانشینِ احمد مختار المدد
اے باب علم حق کے علمدار المدد
مشکل میں بے کسوں کے مددگار المدد
پاکیزہ نفس صاحب کردار المدد
کب سے پکارتا ہوں میں امداد کیجئے
کاشف کو قید رنج سے آزاد کیجئے

☆☆☆

ابوطالب

روح اسلام کی ہے جس میں میں وہ قالب ہوں
جس کا مطلوب محمدؐ ہے میں وہ طالب ہوں
کُل عرب پر مری ہیبت ہے میں وہ غالب ہوں
مجھ کو پہچان لے دنیا میں ابوطالب ہوں
روز و شب صبح و مسا حافظ ایماں میں تھا
بے سہارا تھے محمدؐ تو نگہباں میں تھا

حسن اسلام پہ آیا مرے احسانوں سے
میں نے ایمان کو پالا بڑے ارمانوں سے
بجلیاں گرتی رہیں کفر کے ایوانوں سے
شمع حق بجھنے نہ دی ظلم کے طوفانوں سے
وہی کرتا تھا جو مرضئی خدا وندی تھی
میرا ایمان محمدؐ کی رضامندی تھی

آج الزام لگانے لگے مجھ پر بے دیں
میں مسلماں نہ ہوا لایا میں ایمان نہیں
میں نے قرآں نہ پڑھا میں نے نمازیں نہ پڑھیں
کفر کی گود میں ایمان بھی پلتا ہے کہیں
کر کے سازش یہ لگایا ہے نشانہ مجھ پر
میں وہ مومن ہوں کہ ہے کفر کا فتویٰ مجھ پر

کیا نمازیں میں زمانے کو دکھا کر پڑھتا؟
اپنا گھر چھوڑ کے بت خانے میں جاکر پڑھتا
کلمہ پڑھنا تھا تو اک اک کو سنا کر پڑھتا
آپ کے گھر سے میں قرآن منگا کر پڑھتا
میں جو پڑھتا تھا وہ قرآن مرے گھر میں تھا
جس پہ لایا تھا میں ایمان مرے گھر میں تھا

دین و ایماں سے پھرا ہوتا تو مومن کہتے
آپ کی صف میں کھڑا ہوتا تو مومن کہتے
میں نبی کا نہ ہوا ہوتا تو مومن کہتے
کفر کے ساتھ رہا ہوتا تو مومن کہتے
ساتھ دیتا نہ نبی کا تو میں مومن ہوتا
باپ ہوتا نہ علیؑ کا تو میں مومن ہوتا

اہلِ ایماں کے لیئے بات یہ غیرت کی ہے
ایک کافر نے پیمبر کی کفالت کی ہے
خطبۂ عقد پڑھانے کی جسارت کی ہے
اس میں میری نہیں تو ہین شریعت کی ہے
لمحۂ فکرہے یہ سارے زمانے کے لیئے
کوئی مومن نہ ملا عقد پڑھانے کے لیئے

تم جو آئے تھے محمدؐ کی شکایت لے کر
تین سو ساٹھ خداؤں کی محبت لے کر
لاۃ و عزّہ کی دل وجاں سے حمایت لے کر
میرے دروازے پہ انکار نبوت لے کر
میرے پاس آنے کی تم سب کو ضرورت کیا تھی
جب میں کافر تھا تو پھر مجھ سے شکایت کیا تھی

تم کسی صاحب ایماں سے شکایت کرتے
یا کسی حافظ قرآں سے شکایت کرتے
لاالہٰ کے نگہباں سے شکایت کرتے
میں تو کافر تھا مسلماں سے شکایت کرتے
مدّعا یہ تھا حمایت نہ کروں قرآں کی
آزمائش تھی سراسر یہ مرے ایماں کی

جب محمدؐ کو ستایا تھا وہ دن بھول گئے
قتل کرنے کا ارادہ تھا وہ دن بھول گئے
دوش پہ کفر کا سایا تھا وہ دن بھول گئے
جب محمدؐ تن تنہا تھا وہ دن بھول گئے
دین اسلام کا عنوان بنے بیٹھے ہو
میرے صدقے میں مسلمان بنے بیٹھے ہو

Presented by www.ziaraat.com

تم نے فرقِ سحر و شام کہاں سمجھا تھا
دین اسلام کو اسلام کہاں سمجھا تھا
حق کے پیغام کو پیغام کہاں سمجھا تھا
خوش تھے آغاز پہ انجام کہاں سمجھا تھا
مال ملتا رہا کھاتے رہے کھانے والے
خون دیتے رہے میرے ہی گھرانے والے

جو بہا راہ خدا میں وہ لہو میرا تھا
جو بہا دیں کی بقا میں وہ لہو میرا تھا
جو بہا حق کی رضا میں وہ لہو میرا تھا
جو بہا کرب و بلا میں وہ لہو میرا تھا
روزِ عاشور جو لوٹا گیا گھر میرا تھا
کند خنجر سے جو کاٹا گیا سر میرا تھا

دین اسلام پہ قرباں ہوا اکبر میرا
دین اسلام پہ قرباں ہوا اصغر میرا
رن میں پامال ہوا قاسمِ مضطر میرا
دیں پہ قرباں ہوا عبّاس دلاور میرا
ہاتھ کٹوا دیئے دامن نہ وفا کا چھوڑا
بعد مرنے کے بھی دریا سے نہ قبضہ چھوڑا

حسینیت کا اگر ساتھ چھوٹ جائیگا
تو کوئی حر سر فرش عزا نہ آئیگا
(ایک مسدس)

☆☆☆

جو ہر تیغ شہ قلعہ شکن لایا ہے
اپنی مٹھی میں یہ بیعت کا کفن لایا ہے
(ایک مسدس)

☆☆☆

تھی سیّدہؑ کے سر پہ تو فاقہ کشی ملی
زینب کے سر پہ آئی تو تشنہ لبی ملی
(ایک مسدس)

☆☆☆

رن میں عبّاس نہیں پیک قضا آئیگا
آج پھر جنگ میں خیبر کا مزہ آئیگا
(ایک مسدس)

☆☆☆

خلق و ایثار کی محتاج ہوا کرتی ہے
دوستی ظرف کی معراج ہوا کرتی ہے
(ایک مسدس)

☆☆☆

حسین کہتے ہیں وحدت پہ مرنے والے کو
حسین کہتے ہیں بیعت نہ کرنے والے کو
(ایک مسدس)

Presented by www.ziaraat.com

بند پانی کیا مہماں پہ ستمگاروں نے
رحم بچوں پہ بھی کھایا نہ جفاکاروں نے
کی دغا دین سے باطل کے پرستاروں نے
قتل اولاد نبی کو کیا غدّاروں نے
بے خطا خون کیا بولتے قرآنوں کا
کیسا پتھر کا کلیجہ تھا مسلمانوں کا

شدّت تشنہ لبی سے جو سکینہ تڑپی
تین دن سے تھی وہ معصوم غضب کی پیاس
خالی کوزہ لیئے خدمت میں چچا کی پہونچی
اس کی حالت جو علمدار جری نے دیکھی
کب گوارہ تھا کہ اس طور بھتیجی روئے
مل کے تادیر چچا اور بھتیجی روئے

اشک آنکھوں میں لیئے پہونچا جری پیش امام
عرض کی چاہتا ہے رن کی رضا اب یہ غلام
اب بھی آیا نہ تو کس روز میں پھر آؤں گا کام
سن کے یہ دل کو پکڑ بیٹھ گئے شاہ انام
بولے پردیس میں کیا ساتھ مرا چھوڑوگے
اپنے بھائی کی ضعیفی میں کمر توڑوگے

بھائی کے چہرے کو تکتے تھے شہ تشنہ جگر
کہتے تھے رن کی رضا دے دوں تمہیں میں کیونکر
کیا نہیں دیکھو گے تم میرے گلے پر خنجر؟
بعد مرنے کے مرے تم ہی سنبھالوگے یہ گھر؟
میں نہ سمجھا تھا کہ یوں رن کی رضا مانگوگے
تم مرے مرنے سے پہلے ہی قضا مانگو گے

بولے عبّاس علیؑ آپ یہ کیا کہتے ہیں
کہیں آقا بھی غلاموں کے الم سہتے ہیں
اشک آنکھوں سے ہمارے لیئے کیوں بہتے ہیں
جو غلام ہوتے ہیں نصرت کے لیئے رہتے ہیں
آپ کے حلق پہ خنجر نہ دکھائے قسمت
زندگی میں مری وہ وقت نہ لائے قسمت

بولے عبّاس بصد عجز کہ یا شاہ اُمم
میں نے آنکھوں سے بہت دیکھ لیئے رنج والم
بوند پانی کی نہیں پیاسے ہیں سب اہل حرم
اب تو مل جائے رضا رن کی سکینہ کی قسم
آنکھ سے پیاس کا غلبہ نہیں دیکھا جاتا
مجھ سے بچوں کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا

بولے شہ جب یہی مرضی ہے تو جاؤ عبّاس
بھائی کو اپنی جدائی میں رلاؤ عبّاس
پہلے زینب سے تو خیمے میں مل آؤ عبّاس
جا کے سینے سے سکینہ کو لگاؤ عبّاس
جنگ کرنے کو نہ ہتھیار سجا کر جانا
فرض سقائی کا بس آج ادا کر جانا

الغرض مشک و علم لیکے جب عبّاس چلے
روتی تھیں زینب و کلثوم کلیجہ پکڑے
شاہ دیں بیٹھے تھے ہاتھوں سے کمر کو تھامے
کہتے تھے ہائے جواں بھائی میں تیرے صدقے
آج اک ناصر و غمخوار ہمارا چھوٹا
آسرا بچوں کا زینب کا سہارا چھوٹا

پہونچے میدان میں جس وقت کہ عبّاس علی
پاس ان کے نہ کوئی تیغ نہ تلوار کوئی
پھر بھی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ لرزاں تھے شقی
یہ گئے نہر پہ اور نہر سے سب فوج گئی
بھر کے دریا سے جری لیکے چلا مشکیزہ
کٹ گئے ہاتھ تو دانتوں میں لیا مشکیزہ

ہاتھ کٹنے پہ بھی فوجوں سے یہ غازی نہ رکا
پانی خیمے میں پہونچ جائے یہی تھا منشا
یک بیک مشک پہ اک تیر ستم آکے لگا
پانی بہتا ہوا عبّاس سے دیکھا نہ گیا
غیظ میں آگئے اور فوج ستم پر جھپٹے
ہائے بے ہاتھوں کے لڑتے تو کہاں تک لڑتے

گر کے گھوڑے سے پکارے کہ خبر لو آقا
بس مجھے آخری دیدار دکھا دو آقا
یہ غلام آپ کی الفت پہ فدا ہو آقا
وعدہ پورا نہ ہوا بخشو خطا کو آقا
سر بھی کٹ جاتا مگر پانی میں لاتا آقا
مشک پر تیر نہ لگتا تو میں آتا آقا

شاہ کو پہونچی جو کاشفؔ یہ صدائے عبّاس
تھام کر ہاتھوں سے دل بولے کہ ہائے عبّاس
میری نصرت کے لیئے خوں میں نہائے عبّاس
ہم چلے آتے ہیں گر آپ نہ آئے عبّاس
ٹھوکریں کھاتے ہوئے پکڑے کمر آتے ہیں
ہم سے آیا تو نہیں جاتا مگر آتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

اتحاد

بہار گلشن اسلام اتحاد سے ہے
ہرایک حال میں آرام اتحاد سے ہے
سکونِ قلب ہر اک گام اتحاد سے ہے
غرض ہماری یہاں عام اتحاد سے ہے
یہ اتحاد کا پیغام ہے سبھی کے لیئے
کہ آدمی سے نہ خطرہ ہو آدمی کے لیئے

خدائے پاک نے لاتفسدو فی الارض کہا
فساد کرنا تو اسلام کا نہیں شیوہ
نبی نے درس ہمیں امن و آشتی کا دیا
کہ دشمنوں سے بھی اپنے نہ انتقام لیا
جو اتّحاد کے دامن کو چھوڑ دیتا ہے
وجود اپنا ہلاکت میں ڈال لیتا ہے

ہماری شان اگر ہے تو اتّحاد سے ہے
یہ جسم و جان اگر ہے تو اتّحاد سے ہے
یہ آن بان اگر ہے تو اتّحاد سے ہے
یہ کُل جہان اگر ہے تو اتّحاد سے ہے
رہی ہے فتح و ظفر اتّحاد کے آگے
جھکا ہے ظلم کا سر اتّحاد کے آگے

جناب حضرت آدم سے آدمی ہیں سبھی
انھیں کی ذات سے جب نسل آدمی کی چلی
تو بھائی بھائی میں نفرت کہاں سے آپہونچی
نہ آئے بغض و حسد کا خیال دل میں کبھی
نہ بھائی بھائی کا دشمن ہو بات تو جب ہے
محبتوں سے بھری ہو حیات تو جب ہے

اٹھا کے دیکھ لو تم جنگ بدر کا نقشہ
اُدھر ہزاروں اِدھر صرف تین سو تیرہ
چھلک رہا تھا اِدھر اتّحاد کا جذبہ
جب ہی تو کفر پہ ایمان کا ہوا غلبہ
وہ کب ہماری طرح اپنا دین رکھتے تھے
خدا کی ذات پہ دل سے یقین رکھتے تھے

حیات ہم نے تو ہر حال میں گذاری ہے
ہمارے سامنے بچوں کی ذمہ داری ہے
ہر ایک شخص کو اولا اپنی پیاری ہے
یہ بچے خوش رہیں کوشش اگر ہماری ہے
نہ سننے پائیں یہ بچے فساد کی باتیں
سنائے جاؤ انھیں اتحاد کی باتیں

مقابلے پہ وہ لاکھوں کے کُل بہتّر تھے
یہ اتحاد کے حامیؒ وہ بانئ شر تھے
وہ بے عمل تھے یہ حسن عمل کے پیکر تھے
دل ان کے دولت ایماں سے بھی منوّر تھے
دکھائی پڑھ کے انھوں نے نماز مقتل میں
جب ہی تو حق نے کیا سرفراز مقتل میں

جو چاہتے ہو کہ امن اماں میسّر ہو
جو چاہتے ہو کہ جنّت نشان ہر گھر ہو
نہ دن کا خوف ہو دل میں نہ رات کا ڈر ہو
جو چاہتے ہو کہ قدموں پہ ظلم کا سر ہو
تو دور بغض و حسد اور فساد سے رہنا
کہیں بھی رہنا مگر اتحاد سے رہنا

جو نفرتوں سے بھری ہو وہ زندگی کیا ہے
اندھیرا دور نہ بھاگے تو روشنی کیا ہے
جو غمزدہ ہو پڑوسی تو پھر خوشی کیا ہے
جب اتحاد نہیں ہے تو بات ہی کیا ہے
یہ اتحاد کی دولت ہزار نعمت ہے
فسادیوں پہ خدا کی طرف سے لعنت ہے

اس اتحاد کے پوشیدہ راز کو سمجھو
فساد کیا ہے تم اس کے جواز کو سمجھو
تم اُس کی پستی کو اِس کے فراز کو سمجھو
ہر ایک پیچ و خم و امتیاز کو سمجھو
یہ اتحاد کا جذبہ حسینیؑ جذبہ ہے
مگر فساد یزیدی شعار جیسا ہے

یزیدیت بھی پریشان اتحاد سے ہے
خیامِ کفر میں طوفان اتحاد سے ہے
کہ اضطراب میں شیطان اتحاد سے ہے
حسینیت کی بھی پہچان اتحاد سے ہے
یزیدت کی ہے کوشش کہ اتحاد نہ ہو
حسینیت کا ہے مقصد کہیں فساد نہ ہو

اس اتحاد کو ہرگز نہ ٹوٹنے دینا
یزیدیت کو نہ تم پھلنے پھولنے دینا
بہار اپنے چمن کی نہ لوٹنے دینا
پکڑ لیا ہے جو دامن نہ چھوٹنے دینا
جھلک عمل کی رہے آپ کی زبانوں میں
اس اتحاد کو بانٹو نہ خاندانوں میں

Presented by www.ziaraat.com

فساد شمعِ محبت جلا نہیں سکتا
فساد کر کے کوئی چین پا نہیں سکتا
فساد سے کوئی طاقت بڑھا نہیں سکتا
فساد زندہ دلوں کو جھکا نہیں سکتا
اندھیرا چھا گیا غم کا فساد والوں میں
جب آکے مل گیا حر اتحاد والوں میں

یہ اتحاد کا باقی جو دل میں جذبہ ہے
یہ ناصران شہ کربلا کا تحفہ ہے
اس اتحاد سے دین رسول پھیلا ہے
فساد مٹ گیا اور اتحاد زندہ ہے
طفیل ہے یہ بہتر وفا شعاروں کا
لہو ملا ہے اسے فاطمہؑ کے پیاروں کا

اس اتحاد پہ سایہ ہے باوفاؤں کا
یہ سدّ باب ہے ہر دور میں بلاؤں کا
یہ اک نتیجہ ہے مظلوم کی صداؤں کا
ہے سایہ زینب و کلثوم کی رداؤں کا
نہ اتحاد کے دامن کو چھوڑنا کاشفؔ
حسینیت سے کبھی منھ نہ موڑنا کاشفؔ

☆☆☆

خُلق

خُلق انسان کو انسان بنا دیتا ہے
خُلق انسان کی قدروں کو بڑھا دیتا ہے
خُلق اسلاف کی سیرت کا پتہ دیتا ہے
خُلق تو دشمن جاں کو بھی دعا دیتا ہے
خلق غیروں کو بھی سینے سے لگا لیتا ہے
خلق انسان کو ترغیب وفا دیتا ہے

خلق زیبائش انساں کے لیئے زیور ہے
خلق انساں کے لیئے بیش بہا گوہر ہے
آدمیت کے لیئے خلق ہی اک جوہر ہے
معرکہ زیست کا جو بھی ہے اِسی کے سر ہے
صاحب خلق کی دنیا ہی دگر ہوتی ہے
جوہر خلق سے معراج بشر ہوتی ہے

خلق وہ شے ہے جو کانٹے کو گل تر کر دے
خلق وہ شے ہے جو قطرے کو سمندر کر دے
خلق وہ شے ہے جو بدرُو کو حسیں تر کر دے
خلق وہ شے ہے جو بے زر کو ابو ذر کر دے
حکمرانی ہو دلوں پر وہ حکومت لے لے
خلق وہ شے ہے جو کونین سے بیعت لے لے

Presented by www.ziaraat.com

خلق انسان کے اقدار کا آئینہ ہے
خلق جس دل میں ہے وہ بے حسد وکینہ ہے
صاحب خلق ہے انساں تو دل آئینہ ہے
اک بد اخلاق کا جینا بھی کوئی جینا ہے
خلق کے سامنے طوفان ستم رک جائے
خلق کے سامنے ظالم کا بھی سر جھک جائے

خلق کے سائے میں جلتے ہیں اخوت کے چراغ
خلق کے سائے میں جلتے ہیں محبت کے چراغ
خلق کے سائے میں جلتے ہیں صداقت کے چراغ
خلق کے سائے میں جلتے ہیں نبوت کے چراغ
خلق جب قوت اعجاز دکھا دیتا ہے
خَلق کو کلمۂ توحید پڑھا دیتا ہے

خُلق کے لب سے نکلتے ہیں تو پاکیزہ سخن
خلق آنے نہیں دیتا کبھی ماتھے پہ شکن
خلق ہنستا ہوا بڑھتا ہے سوئے دار و رسن
خلق رہتا ہے کبھی تشنہ لب و تشنہ دہن
اس کا ایمان و یقیں صبر و رضا ہوتا ہے
یہ تو ہر حال میں پابند وفا ہوتا ہے

خُلق اوّل ہے رسول عربی کی میراث
بعد ان کے ہے یہ اولاد نبی کی میراث
فاطمہؑ شبرؑ و شبیرؑ و علیؑ کی میراث
ان کے صدقے سے ہے ہر پنجتنی کی میراث
پنجتن ہی کے توسّل سے یہ ہم نے پایا
ہم غلاموں پہ رہے خلق حسنؑ کا سایا

خلق زرداروں میں ملتا ہے نہ بازاروں میں
خلق تلواروں میں ملتا ہے نہ درباروں میں
خلق ملتا ہے تو ملتا ہے وفاداروں میں
خلق دیکھو تو چلو حق کے پرستاروں میں
ایک حد تک اسے غیروں نے بھی اپنایا ہے
خلق تو مذہب اسلام کا سرمایا ہے

خلق کا دیں کی اشاعت میں بڑا حصہ ہے
ہاں اسی خلق نے اسلام کو پھیلایا ہے
کفر و الحاد کا طوفان جو کوئی اٹھا ہے
خلقِ پیغمبرِ اسلام ہی نے روکا ہے
لاکھ شمشیر بکف ہو کے ستمگر آیا
آئینہ خلق کا جب دیکھا تو ایماں لایا

Presented by www.ziaraat.com

خنداں پیشانی کا اظہار کیا کرتا ہے
خوش کلامی سے ہی گفتار کیا کرتا ہے
یہ تو نفرت کے عوض پیار کیا کرتا ہے
خُلق اخلاق ہی کا وار کیا کرتا ہے
دل کی گہرائی تک ہوتی ہے مسافت اس کی
قدر دانوں سے کوئی پوچھے حقیقت اِس کی

خلق ہے مملکت صبر و رضا کا ضامن
خلق ہے روشنئ شمع وفا کا ضامن
خلق ہے دین رسول دوسرا کا ضامن
خلق ہوتا ہے بہر طور بقا کا ضامن
رہے خاموش تو یہ صلح حسنؑ کہلائے
خلق گویا ہو تو پھر کرب وبلا ہوجائے

کربلا میں کئی اخلاق کے پیکر نکلے
کمسن و پیر و جواں سال برابر نکلے
جذبۂ خلق و وفا میں جو سمندر نکلے
ایک دو چار نہیں بلکہ بہتّر نکلے
جوہر خلق میں اک ایک سے بڑھ کر نکلا
کوئی احمدؑ کوئی حیدرؑ کوئی شبّرؑ نکلا

کربلا میں یہی اخلاق و عطا والے تھے
وہ ستمگار یہ تسلیم و رضا والے تھے
وہ خطاکار تھے یہ لوگ حیا والے تھے
وہ جفاکار تھے یہ لوگ وفا والے تھے
اک بد اخلاق خوش اخلاق سے ٹکرایا تھا
وہ خوش اخلاق جو اسلام کا سرمایا تھا

جس کے اخلاق کی ملتی نہیں دنیا میں مثال
ایسا اخلاق جو دنیا کے لیئے عین کمال
اسی اخلاق سے ٹکرایا تھا بیعت کا سوال
کتنا بے زیب تھا اس طالب بیعت کا خیال
دین پیغمبر اعظمؐ کی زبوں حالی تھی
بیعت ظلم تو اخلاق کی پامالی تھی

وہ بد اخلاق جو پانی پہ بٹھائے پہرا
ایک مظلوم مسافر پہ کرے جوروجفا
وہ جو چھینے سر اولاد پیمبر سے ردا
وہی شبّیرؑ سے مانگے سند خلق و وفا
کیسے ممکن ہے بد اخلاق کی بیعت کاشفؔ
صاحب خلق کو ملتی ہے شہادت کاشفؔ

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

دنیا غمِ شبّیر بھلا پائے گی کیسے
مظلومیِ شہ دل کو نہ برمائے گی کیسے

محبوبِ الٰہی کی ضمانت میں یہ غم ہے
اس غم کے گلستاں میں خزاں آئے گی کیسے

چھ ماہ کے بچے کی شہادت کا یہ غم ہے
اس ننھے مجاہد کی نہ یاد آئے گی کیسے

آئے گا نظر جب کوئی بہتا ہوا دریا
اصغر کی ہمیں پیاس نہ یاد آئے گی کیسے

مشکیزہ چھدا کٹ گئے عبّاس کے بازو
امید سکینہ تری بر آئے گی کیسے

تڑپاتا ہے زینب کو سکینہ کا تصور
بے باپ کے اس بچّی کو نیند آئے گی کیسے

عبّاس کو دریا سے بلا لیجئے آقا
ہے لاش جواں لال کی اٹھ پائے گی کیسے

جب جھولے کو دیکھے گی تو یاد آئیں گے اصغر
بانو سے کوئی پوچھے سکوں پائے گی کیسے

سر کٹتا تھا بھائی کا بہن دیکھ رہی تھی
زینب یہ خبرِ غم کی سنا پائے گی کیسے

جاتی ہے پھوپھی چھوڑ کے تاریک مکاں میں
زنداں میں سکینہ تمہیں نیند آئے گی کیسے

قبرِ شہِ مظلوم پہ زینب کا تھا نوحہ
بے بھائی کے ہمشیر وطن جائے گی کیسے

اکبر کے کلیجے پہ لگائی گئی برچھی
صغرا یہ خبرِ ظلم کی سن پائے گی کیسے

دن رات اِسی غم میں گرفتار تھی زینب
آخر یہ بہن بھائی کے کام آئے گی کیسے

کاشفؔ ہے نظر میں مری پیاسوں کا تصور
پھر آنکھ بھلا اشک نہ برسائے گی کیسے

☆☆☆

آج ہم اسیر ہو گئے

بی بیوں کے لب پہ تھی صدا آج ہم اسیر ہو گئے
بے قصور اور بے خطا آج ہم اسیر ہو گئے

کیسی غم کی چھائی یہ گھٹا ایک دن میں گھر اُجڑ گیا
کل تو سر کٹا ہے بھائی کا آج ہم اسیر ہو گئے

بھائی کو کفن نہیں ملا میرے سر سے چھن گئی رُدا
یہ بھی دن تھا ہائے دیکھنا آج ہم اسیر ہو گئے

کر کے اپنا رخ سوئے فرات کہتی تھی سکینہ غم صفات
دیکھ جاؤ آکے اے چچا آج ہم اسیر ہو گئے

کہدے کوئی جا کے نہر پر لو ذرا بہن کی کچھ خبر
اے سکینہ بی بی کے چچا آج ہم اسیر ہو گئے

رن میں لاشۂ حسینؑ بھی کروٹیں بدل کے رہ گیا
بی بیوں نے دی یہ جب صدا آج ہم اسیر ہو گئے

جن کا سر کبھی کھلا نہیں ان کے سر پہ اب ردا نہیں
ہو گئی ستم کی انتہا آج ہم اسیر ہو گئے

اے پھوپھی کے لاڈلے جواں تم نے کھائی سینے پہ سناں
سُن لو اور غم کا ماجرا آج ہم اسیر ہو گئے

چومتے تھے جس کو مصطفےٰؐ زیرِ تیغ تھا وہی گلا
یا حسینؑ وامصیبتا آج ہم اسیر ہو گئے

اک سوائے عابد حزیں اور کوئی دوسرا نہیں
کس سے ہائے کیجئے گلہ آج ہم اسیر ہو گئے

بے کسوں کی سن کے داستاں دل سے غم کا اُٹھ گیا دھواں
کاشفؔ حزیں نہ اب سنا آج ہم اسیر ہو گئے

☆☆☆

ٹھنڈا پانی

سب جفاکار پئیں نہر کا ٹھنڈا پانی
اور پائے نہ محمدؐ کا نواسہ پانی

جبکہ چھ ماہ کا بچّہ بھی ہوا پیاسا شہید
خشک کیوں ہو نہ گیا نہر کا سارا پانی

ہائے شبّیرؑ نے اصغر کے لیئے مانگا تھا
کتنا پی لیتا بھلا نہر سے بچّہ پانی

کیوں کوئی پیاسا رہے اس پہ سبھی کا حق ہے
کب کسی شخص کی جاگیر ہے بہتا پانی

شاہ بے تاب ہیں سن سن کے سکینہ کی صدا
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب کہتی ہے بابا پانی

خیمے دریا سے ہٹاتے نہ اگر شاہِ امم
نام اِس معرکۂ صبر کا ہوتا پانی

چھد گئی مشک بھی عبّاس کے بازو بھی کٹے
اے سکینہ تری قسمت میں نہیں تھا پانی

کتنا مشکل ہے ان حالات میں صابر رہنا
باپ زندہ رہے اور پائے نہ بیٹا پانی

العطش کی وہ صدائیں وہ بلکتے بچے
تین دن ہو گئے آنکھوں سے نہ دیکھا پانی

ہائے وہ جلتی زمیں اور بہتّر لاشے
آسماں سے بھی تو دو بوند نہ برسا پانی

تیر جب کھا چکے اصغر تو کہا مولا نے
اب پلائیں گے تمہیں خلد میں دادا پانی

بے ردائی کا وہ منظر جو نظر سے گذرا
ہو گیا عابدِ مضطر کا کلیجہ پانی

اے عزادارو کوئی پیاسا نہ رہ جائے کہیں
اپنا دشمن بھی ہو پیاسا تو پلانا پانی

یاد کر لینا مری پیاس کہا ہے ہے شہ نے
اے عزادارو پیو جب کبھی ٹھنڈا پانی

ہم یہی سوچ کے کرتے ہیں سبیلیں کاشفؔ
کل محمدؐ کے گھرانے نے نہ پایا پانی

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

ماتم سرور

پھیلا ہے آج ماتم سرور کہاں کہاں
ہر آنکھ اشکبار ہے ہر دل ہے نوحہ خواں

انکار ہو حسینؑ کا یا پھر علیؑ کی ہاں
بس وہ کیا کہ جس کی ضرورت ہوئی جہاں

بچے ہیں سہمے سہمے تو مغموم بی بیاں
شام غریباں لائی ہے کیسی اداسیاں

اک بیکس و غریب و نحیف اور ناتواں
طوق گراں سنبھالے کہ پیروں کی بیڑیاں

فضہ کے حق میں سیکڑوں تیغیں اٹھیں جہاں
زینب کا ہائے کوئی بھی حامی نہ تھا وہاں

قاسم کی لاش پر کبھی اکبر کی لاش پر
رن میں حسین پھرتے ہیں لاشوں کے درمیاں

شہ دیکھتے تھے پیکر بے روح کی طرح
اٹھارہ سال والا رگڑتا تھا ایڑھیاں

کرتی تھی ہر کسی سے سکینہ یہی سوال
آخر علم تو آگیا عمو گئے کہاں

صغرا تو کر رہی ہے مدینے میں انتظار
اکبر یہاں رگڑتے ہیں مقتل میں ایڑھیاں

اصغر تو رن کو جا چکے ہاتھوں پہ شاہ کے
جھولے کو دیکھ دیکھ کے ملتی ہے ہاتھ ماں

کیا وقت آگیا تھا امام غریب پر
آئیں سوار کرنے کو خیمے سے بی بیاں

اعدائے دیں تو آگ لگاکر چلے گئے
''تادیر جلتے خیموں سے اٹھتا رہا دھواں''

بھائی بھتیجے قتل ہوئے جل گئے خیام
بیٹھی ہوئی ہیں بے سرو سامان بی بیاں

قیدی بنا کے لے چلے عابد کو بدشعار
ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے تو پیروں میں بیڑیاں

ہلتا تھا سننے والوں کا دل اس بیان سے
زینب اسیر ہوتی ہے عبّاس ہو کہاں

آتا تھا ذہن و دل میں بھرے گھر کا جب خیال
آپس میں مل کے روتی تھیں مظلوم بی بیاں

سینے پہ سونے والی سکینہ کو دیکھیے
منھ پر نشاں طمانچوں کے گردن میں ریسماں

بانو کرے گی کس طرح صغرا کا سامنا
جب دیکھ کر کہے گی کہ اصغر گئے کہاں

کہتی تھی یا خدا مرے بابا کی خیر ہو
آئیں نظر جو صغرا کو کالی عماریاں

انسانیت کا دل ہے عزاخانۂ حسین
انسانیت نہیں ہے تو خالی ہے وہ مکاں

Presented by www.ziaraat.com

کھا کھا کے ٹھوکریں ہوا حاصل یہ تجربہ
نادِ علیؑ جہاں ہے تو مشکل نہیں وہاں
ہر صبح لیلیٰ کہتی تھی کاشفؔ بحال زار
وقت سحر ہے اے علی اکبر کہو اذاں

☆☆☆

اے زمین کربلا

روکے زینب نے کہا اے زمین کربلا
تجھ پہ گھر میرا لٹا اے زمین کربلا

قاسم و اصغر نہیں عبّاس اور اکبر نہیں
گھر کا گھر خالی ہوا اے زمین کربلا

ماؤں سے بچے چھٹے ہر گود خالی ہو گئی
بھر دیا دامن ترا اے زمین کربلا

سامنے دریا بہے آل نبی پیاسی رہے
یاد رکھنا یہ جفا اے زمین کربلا

تیری جلتی ریت پر جو قتل پیاسا ہو گیا
اس نے خوں تجھ کو دیا اے زمین کربلا

چھ مہینے کی وہ جاں تشنہ دہن سوکھی زباں
چھد گیا اُس کا گلا اے زمین کربلا

تیری جلتی خاک پر سجدہ کرے سبط نبی
عرش تجھ پر جھک گیا اے زمین کربلا

سو رہے ہیں خاک پر تیری بہتر با وفا
ہے ترا رتبہ بڑا اے زمین کربلا

Presented by www.ziaraat.com

خون اولاد نبی جس روز سے تجھ کو ملا
تو ہوئی خاک شفا اے زمین کربلا

قید ہو کر ہم چلے گلشن ترا پھولے پھلے
حافظ و ناصر خدا اے زمین کربلا

آئیں اب جو قافلے ان کو سکون دل ملے
ہے غریبوں کی دعا اے زمین کربلا

میں بھی دیکھوں ایک دن تیرے گلستاں کی بہار
ہے یہ کاشف کی دعا اے زمین کربلا

☆☆☆

نوحہ حسین کا

کیونکر کروں نہ ماتم و نوحہ حسینؑ کا
یہ ہاتھ یہ زبان یہ سینہ حسینؑ کا

چرچا ہے کائنات میں کس کا حسینؑ کا
کتنا وسیع تر ہے ادارہ حسینؑ کا

لایا لباس کوئی فرشتہ حسینؑ کا
کوئی جھلانے آتا تھا جھولا حسینؑ کا

میری حیات وقفِ عزائے حسینؑ ہے
حق ہے ہر ایک سانس پہ مولاحسینؑ کا

ناپاک خون جسم مطہر پہ لگ نہ پائے
''تیروں پہ ہے رُکا ہوا' لاشہ حسین کا''

بیعت کا نام بھی نہیں لیتا کوئی یزید
اتنا کسا ہوا ہے شکنجہ حسینؑ کا

بے ساختہ یہ کہہ دیا میں ہوں حسینؑ سے
کتنا رسول کو تھا بھروسہ حسینؑ کا

ایمان کیا ہے عشق نبی اور اہل بیت
اسلام کیا ہے خون پسینہ حسینؑ کا

فضل خدائے پاک سے خالی نہیں گئی
جب مل گیا دعا کو وسیلہ حسینؑ کا

ظاہر یہ کر رہی ہیں علم کی بلندیاں
دنیا میں سر ہے آج بھی اُونچا حسینؑ کا

Presented by www.ziaraat.com

اس فکر میں علیل ہیں اس دَور کے یزید
ہوگا ابھی ظہور دوبارہ حسینؑ کا

قرباں اگر یہ ہو گئے قرآن کے لیئے
قرآن نے بھی ساتھ نہ چھوڑا حسینؑ کا

باقی ضیائے دین پیمبر ہے جب تلک
روشن رہے گا دہر میں سجدہ حسینؑ کا

یہ زندگی رہے نہ رہے دین حق رہے
مقصود ایک ہی تھا حسنؑ کا حسینؑ کا

کیا دیکھتے وہ اکبر و عبّاس کی طرف
اسلام کی بقا تھا نشانہ حسینؑ کا

لانا تھا لائے منزل مقصد پہ کارواں
روکا بہت جفاؤں نے رستہ حسینؑ کا

مجھ کو نہ فکر حشر نہ خوف صراط ہے
میں مطمئن ہوں پاکے ذریعہ حسینؑ کا

آنکھوں کی روشنی گئی اکبر کے ساتھ ساتھ
بے شیر لے چلا ہے کلیجہ حسینؑ کا

کھانا طمانچے شمر کے اور سونا خاک پر
سینہ ملے گا اب نہ سکینہ حسینؑ کا

اصغر کی لاش خیمے میں لے جائیں کس طرح
چلتے ہیں پر قدم نہیں اٹھتا حسینؑ کا

سجدے میں سر ہے پشت پہ قاتل سوار ہے
خنجر تلے وفا ہوا وعدہ حسین کا

کاشفؔ جو ابتدا میں تھا بیعت کے باب میں
خنجر تلے بھی تھا وہی لہجہ حسین کا

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

شام کے دربار میں

بیکسوں کا قافلہ ہے شام کے دربار میں
دین بے پردہ کھڑا ہے شام کے دربار میں

آیۂ تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
ان کا کنبہ بے ردا ہے شام کے دربار میں

کوئی کہہ دے کربلا میں جاکے یہ عبّاس سے
آج زینب بے ردا ہے شام کے دربار میں

کر رہی ہے بین رو رو کر سکینہ باپ سے
ایک محشر سا بپا ہے شام کے دربار میں

آرہا ہے شہ کا سر اٹھ کر سکینہ کی طرف
یا حسینا کی صدا ہے شام کے دربار میں

کر بلا میں کیا ہوا کیسے ہوا اور کیوں ہوا
سب خلاصہ ہو رہا ہے شام کے دربار میں

اب نہ وہ تلوار و خنجر ہیں نہ اب وہ سرکشی
کوفیوں کا سر جھکا ہے شام کے دربار میں

ہے اگر کچھ حوصلہ تو مانگ پھر بیعت یزید
شاہ کا بیٹا کھڑا ہے شام کے دربار میں

خطبہائے زینب و سجّاد کو بے بس یزید
سر جھکائے سن رہا ہے شام کے دربار میں

شمر نے مارے طمانچے ہائے بابا تم نہ تھے
یہ سکینہ کی صدا ہے شام کے دربار میں

وہ ہجوم عام کاشفؔ اک رسن بارہ گلے
یہ ستم کی انتہا ہے شام کے دربار میں

☆☆☆

عبّاس بار بار

تڑپاتی تھی سکینہ کو جب پیاس بار بار
بیتاب ہوتے جاتے تھے عبّاس بار بار

بچوں کی پیاس دیکھی نہ جاتی تھی شیر سے
غیظ و غضب میں آتے تھے عبّاس بار بار

پاسِ ادب سے شاہ کے مجبور ہو گئے
عزمِ وغا تو کرتے تھے عبّاس بار بار

فوج لعیں پہ تیغ کے جوہر نہیں کُھلے
عبّاس کو ہوا یہی احساس بار بار

بولی سکینہ جب سے چچا نہر پر گئے
رہ رہ کے دل میں آتے ہیں وسواس بار بار

عبّاس آئے رخصت آخر کو جس گھڑی
مل مل کے روئے زینب و عبّاس بار بار

کرتا تھا بیقرار تہہ تیغ شاہ کو
زینب کی بے ردائی کا احساس بار بار

آئے نہ آنچ فاطمہؑ زہراؑ کے لال پر
کرتے تھے فکر زینب و عبّاس بار بار

کرتا ہوں جب میں بالی سکینہ کا تذکرہ
''سنتے تو ہوں گے نوحے کو عبّاس بار بار''

شام غریباں آئی تو زینب اداس تھیں
آتے تھے یاد اکبر و عبّاس بار بار

کاشفؔ سوار دوش پیمبر تھا بے کفن
تڑپا رہا ہے دل کو یہ احساس بار بار

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

کیا ہے کربلا

بے دین کیسے سمجھے کوئی کیا ہے کر بلا
دین رسول پاک کی دنیا ہے کربلا

صبر و ثبات، عزم و عمل، جرأت و وفا
ایثار و آگہی کا مدینہ ہے کربلا

تیری فضیلتوں کو کوئی ہم سے پوچھ لے
ہم نے تجھے قریب سے دیکھا ہے کر بلا

پھر کیوں رہے نہ تیرے چمن میں سدا بہار
سرور نے تجھ کو خون سے سینچا ہے کربلا

کرتے ہیں ساکنان جناں بھی تجھے سلام
تیرا مقام عرش سے اونچا ہے کربلا

تیرے ہی دم سے رہ گئی کعبے کی آبرو
کعبہ ترے طفیل سے کعبہ ہے کربلا

سیراب تو ہی کر کوئی چشمہ نکال کر
مہمان تین روز کا پیاسا ہے کربلا

اصغر کو اپنی گود میں رکھنا سنبھال کر
کمسن ہے شیر خوار ہے بچہ ہے کربلا

کاشفؔ کی آرزو ہے کہ آنکھوں سے دیکھ لے
دل میں کھنچا ہوا ترا نقشہ ہے کربلا

☆☆☆

شبّیر سے پوچھو

پیری میں جواں لال کی میّت کو اٹھانا شبّیر سے پوچھو
آغوش لحد میں علی اصغر کو سلانا شبّیر سے پوچھو

بخشا نہ ستمگاروں نے چھ ماہ کی جاں کواس تشنہ دہاں کو
کس طرح بنا تیر سہ شعبہ کا نشانہ شبّیر سے پوچھو

رخصت کیا اس کو کہ جو ہمشکل نبی تھا صدمہ یہ قوی تھا
اٹھارہ برس والے کا غم دل پہ اٹھانا شبّیر سے پوچھو

پانی کے لیئے آئے ہیں میداں سے پلٹ کر پیا سے علی اکبر
اک باپ کا اولاد کو پانی نہ پلانا شبّیر سے پوچھو

اٹھارہ برس والا تو ریتی پہ پڑا تھا قاصد بھی کھڑا تھا
بیمار کا خط لاشۂ اکبر پہ سنانا شبّیر سے پوچھو

گہوارے سے لائے تھے جسے پانی پلانے بخشا نہ قضا نے
چھ ماہ کے بچے کی شہادت کا فسانہ شبّیر سے پوچھو

کس دل سے رضا مرنے کی عبّاس کو دی تھی کیا سخت گھڑی تھی
بھائی کے لیئے ٹھوکریں میدان میں کھانا شبّیر سے پوچھو

مشکیزہ چھدا کٹ گئے عبّاس کے بازو کہرام تھا ہر سو
آلودۂ خوں لے کے علم خیمے میں آنا شبّیر سے پوچھو

Presented by www.ziaraat.com

اکبر نہیں قاسم نہیں عبّاس نہیں ہیں تنہا شہ دیں ہیں
اک دن میں بہتّر کے لئے خاک اڑانا شبّیر سے پوچھو

اکبر کا کبھی قاسمِ دلگیر کا ماتم عبّاس کا بھی غم
جز شکر خدا لب پہ کوئی شکوہ نہ لانا شبّیر سے پوچھو

سینے پہ جو سوتی تھی وہ نادان سکینہ شبّیر کی شیدا
غربت میں اسے چھوڑ کے میدان کو جانا شبّیر سے پوچھو

سینے پہ لعیں خیمے کے دروازے پہ خواہر کیا داغ تھا دل پر
اس حال میں سر سجدۂ خالق میں کٹانا شبّیر سے پوچھو

اکبر کے تصوّر میں اُدھر روتی تھی صغرا یاں لٹ گئی دنیا
کاشفؔ ذرا ہمشیر و برادر کا فسانہ شبّیر سے پوچھو

☆☆☆

زنداں سے رہائی

رہا ہو کے آئی ہے قید ستم سے نہ بیٹے نہ بھائی کو لائی ہے زینب
نہ اصغر نہ اکبر نہ عبّاس و قاسم بھرے گھر کو لٹوا کے آئی ہے زینب

چلا شہ کے سوکھے گلے پر جو خنجر کھڑی رو رہی تھی میں خیمے کے در پر
نہ قاسم تھے اس دم نہ عبّاس و اکبر یہ رودادِ غم لیکے آئی ہے زینب

لعینوں کے مجمع میں ہم یوں کھڑے تھے بندھے ایک رسّی میں بارہ گلے تھے
رسن بازوؤں میں تھی اور سر کھلے تھے خجالت اٹھا کر یہ آئی ہے زینب

میں بے بھائی کی ہو کے آئی ہوں نانا بہتّر کو میں رو کے آئی ہوں نانا
نہ لائی تمہارے نواسے کو نانا خبر اس کے مرنے کی لائی ہے زینب

کہا رو کے صغرا نے امّ البنیٰ سے یہ کالے علم کیوں نظر آ رہے ہیں
وہ بولی کہ مارا گیا تیرا بابا رہا ہو کے زنداں سے آئی ہے زینب

بپا ایک محشر تھا قبر نبی پر رکھا جبکہ زینب نے شہ کا عمامہ
پکاری چھٹا مجھ سے ماںجایا میرا نشانی فقط اس کی لائی ہے زینب

یہ بیتاب ہو ہو کے کہتی تھی صغرا مجھے میرے اصغر کی صورت دکھا دو
کہا خوں بھرا اس کا کرتا دکھا کر نشانی یہ اصغر کی لائی ہے زینب

لگاتا تھا جس وقت ظالم طمانچے چچا اس کے کب تھے جو آ کر بچاتے
بلکتی رہی باپ کو یاد کر کے سکینہ کو بھی رو کے آئی ہے زینب

Presented by www.ziaraat.com

مرے دل کو تھی تقویت جس کے دم سے　　ترائی میں سوتا ہے وہ شیر میرا
کٹے ہاتھ اس کے چھنی میری چادر　　اسیری کا غم ساتھ لائی ہے زینب

اِدھر بے کفن شہ کا لاشہ پڑا تھا　　اُدھر سر کھلے شام و کوفے میں جانا
بیاں کر سکے گا نہ کاشف زباں سے　　مصیبت جو تم نے اٹھائی ہے زینب

☆☆☆

خداحافظ

پکارے سیّد والا　　بہن زینب خدا حافظ
سکینہ کو تمہیں سونپا　　بہن زینب خدا حافظ

اجل درپیش ہے اس دم　　ہمارا وقتِ آخر ہے
نہ ہوگا جاکے اب آنا　　بہن زینب خدا حافظ

جہاں سے کوچ ہے اپنا　　ملیں گے حشر میں ہم تم
ہمیں اب سر ہے کٹوانا　　بہن زینب خدا حافظ

سکینہ روئے گر آنسو بہائے　　میری فرقت میں
تسلی دیکے سمجھانا　　بہن زینب خدا حافظ

اِدھر بیمار عابد ہے　　اُدھر ہیں کم سخن بچے
ہر اک سے با خبر رہنا　　بہن زینب خدا حافظ

بندھا لینا اگر بازو بندھیں　　چادر بھی دے دینا
وہ وقت امتحاں ہوگا　　بہن زینب خدا حافظ

مرے سینے پہ جب ہو شمر　　اور گردن پہ خنجر ہو
نہ سر کھولے ہوئے آنا　　بہن زینب خدا حافظ

ہمارے حلق پہ شمر لعیں　　خنجر پھرائے گا
نہ ہر گز بددعا کرنا　　بہن زینب خدا حافظ

Presented by www.ziaraat.com

تمہارے بھائی کا لاشہ رہے گا بے کفن رن میں
ملے مہلت تو دفنانا بہن زینب خدا حافظ

وطن جاؤ تو صغرا کو تسلّی دیجیو جا کر
نہ روئے اس کو سمجھانا بہن زینب خدا حافظ

یہ کہنا تجھ سے شرمندہ رہا بابا ترا صغرا
نہ ممکن ہو سکا آنا بہن زینب خدا حافظ

علی اکبر کی شادی کا بڑا ارماں تھا صغرا کو
نہ دیکھا بھائی کا سہرا بہن زینب خدا حافظ

لحد پہ جا کے نانا کی فسانہ غم کا کہہ دینا
نشاں بازو کے دکھلانا بہن زینب خدا حافظ

☆☆☆

قیامت بپا ہوئی

سر پیٹنے کی جا ہے قیامت بپا ہوئی
اے مومنو شہادتِ شیر خدا ہوئی

کیسا ستم ہوا ہے یہ ماہ صیام میں
بیٹوں سے باپ، باپ سے بیٹی جدا ہوئی

زینب یہ رو کے کہتی تھی بابا کہاں چلے
تم چل دیئے یہ بیٹی نہ تم پر فدا ہوئی

ضربت لعیں نے سر پہ لگائی ہے ہائے ہائے
مسجد میں روزہ دار پہ کیسی جفا ہوئی

تازہ تھا ماں کا غم دل حسنینؑ میں ابھی
اب باپ سے جدائی بھی واحسرتا ہوئی

سایا پدر کا سر سے اٹھا وامصیبتا
زینب پکاری آج میں بے آسرا ہوئی

چمکا ہے غم کا چاند یہ ماہ صیام میں
رنج و الم میں آل نبی مبتلا ہوئی

سایا سروں سے آج یتیموں کے اُٹھ گیا
محروم اک شفیق سے خلق خدا ہوئی

ضربت علیؑ نے مسجد کوفہ میں کھائی ہے
آل نبی پہ ظلم کی یہ ابتدا ہوئی

اب ہوگی کربلا میں مظالم کی انتہا
زینب ابھی تو باپ سے اپنے جدا ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

اٹھارہ بھائیوں کی بہن ہوگی بے ردا
بازو رسن میں ہوں گے اگر کربلا ہوئی

اک دن اِسی دیار میں یہ کہہ کے روؤ گی
سرکٹ گیا حسینؑ کا میں بے ردا ہوئی

کاشفؔ جو دستگیر تھا کُل کائنات کا
دنیا اُسی امیر سے نا آشنا ہوئی

☆☆☆

مدینے کا کارواں

تھا کربلا سے دور مدینے کا کارواں
اک راہ گیر آیا نظر شہ کو ناگہاں

بلواکے اس کو پوچھا شہ تشنہ کام نے
آنا ترا کدھر سے ہوا کر ذرا بیاں

اس مرد نیک نام نے شہ کو کیا سلام
کہنے لگا کہ کوفے سے آیاہوں میں یہاں

کوفے کا نام سن کے ہوئی شہ کو بیکلی
رعشہ تھا جسم پاک میں اور دل تھا ناتواں

القصہ راہ گیر سے پوچھا امام نے
واقف نبی کی آل سے بھی ہے کہا کہ ''ہاں''

واقف نہیں ہے کون بھلا اہل بیت سے
جن کے لیئے زمین بنی اور آسماں

بولے حسینؑ رحمت حق تجھ پہ ہوسدا
اتنا بتا دے مجھ کو کہ مسلم بھی ہیں وہاں

مسلم کا نام سنتے ہی رویا وہ نیک نام
کچھ کہنا چاہتا تھا پہ کھلتی نہ تھی زباں

یہ حال شہ نے دیکھا تو بے تاب ہو گئے
کہنے لگے کہ جلد اب احوال کربیاں

میں فاطمہؑ کا لال حسینؑ غریب ہوں
للہ یہ بتا دے کہ مسلم ہیں اب کہاں

نام حسینؑ سنتے ہی تڑپا وہ راہ گیر
ہاتھوں کو اپنے جوڑ کے کرنے لگا بیاں

کوفے میں ہائے حشر کا سامان ہوگیا
مسلم شہید ہوگئے یا شاہ انس وجاں

کوفے کے در پہ کاٹ کے لٹکا دیا ہے سر
ظالم نے ظلم ایسا کیا ہے کہ الاماں

شہ نے سنی شہادت مسلم کی جب خبر
ماتم میں اپنے بھائی کے آنسو کیئے رواں

اکبر کو دی صدا صف ماتم بچھاؤ تم
رو کر کہا کہ قاسم و عبّاس ہیں کہاں

افسوس میرا چاہنے والا ہوا شہید
میری نظر میں ہوگیا تاریک اب جہاں

خیمے میں جب سنی گئی پُر درد یہ خبر
سب بی بیوں نے مل کے کیئے نالہ وفغاں

ایک حشر سا بپا ہوا زینب کے بین سے
کہتی تھیں اپنے بھائی کو دیکھوں میں اب کہاں

تقدیر کہہ رہی تھی یہ زینب سے بار بار
جی بھر کے آج ماتمِ مسلم کرو یہاں

رونے سے آج روکنے والا نہیں کوئی
اکبر بھی ہیں حسینؑ بھی عبّاس بھی یہاں

کل کربلا میں رو نہ سکوگی حسینؑ کو
عبّاس پاس ہوں گے نہ اکبر سا نوجواں

روؤ گی تم تو رونے نہ دیں گے ستم شعار
مظلومیت پہ آپ کی روئے گا آسماں

کاشفؔ کا دل تڑپتا ہے مسلم کے حال پر
رکتا نہیں ہے روکے سے اشکوں کا کارواں

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

کرتی تھی بیاں صغرا

سجّاد سے رو رو کر کرتی تھی بیاں صغرا
دن رات رہی بھیّا مصروف فغاں صغرا

کون سے دل سے سناؤں اپنی تنہائی کا حال
اپنے کنبے کے بچھڑنے کا رہا مجھ کو ملال

یاد آئے کبھی اصغر اکبر کبھی یاد آئے
دن گنتی رہی قسمت کب بابا سے ملوائے

افسوس کہ خط کا بھی میرے نہ جواب آیا
آخر کو محبت کا یہ میں نے صلہ پایا

اب مجھ کو کسی سے کچھ شکوہ نہ شکایت ہے
سب بھول گئے مجھ کو یہ تو مری قسمت ہے

بابا کے تصّور میں تھی گر یہ کناں صغرا
سجّاد سے رو رو کرتی تھی بیاں صغرا

☆

سن کے صغرا کے سخن سجّاد بھی رونے لگے
کربلا یاد آگئی اشکوں سے منھ دھونے لگے

کہتے تھے کہ بابا کا اب حال سنو صغرا
ہم سب کی مصیبت کا احوال سنو صغرا

گھر لٹ گیا اک دن میں وہ غم کی گھٹا چھائی
اصغر کے لگا ناوک اکبر نے سناں کھائی

عمّو کے کٹے بازو بابا مرا تنہا تھا
یلغار تھی فوجوں کی عالم تہہ و بالا تھا

تیروں پہ معلّق تھا وہ تشنہ دہاں صغرا
سجّاد سے رو رو کر کرتی تھی بیاں صغرا

☆

قتل جب بابا ہوئے خیمے ہمارے جل گئے
بی بیبیوں کی چادریں چھنی گئیں قیدی ہوئے

سر کاٹ کے اعدا نے نیزوں پہ چڑھائے تھے
اور تپتی زمیں پر تھے بے گور و کفن لاشے

چھینے تھے لعینوں نے گوہر بھی سکینہ کے
دڑوں کی اذیت تھی رونے پہ بھی پہرے تھے

کس منھ سے بتاؤں میں جو شام کا منظر تھا
دربار میں سب کنبہ بے مقنع و چادر تھا

پہنایا گیا مجھ کو اک طوق گراں صغرا
سجّاد سے رو رو کر کرتی تھی بیاں صغرا

Presented by www.ziaraat.com

☆

کیا بتاؤں اے بہن کیا کیا ستم ہم پر ہوئے
مدّتوں تک قید کی تاریکیوں میں ہم رہے

معصوم سکینہ کو بھی ہم نہیں لا پائے
ننھی سی لحد اس کی زنداں میں بنا آئے

دنیا سے گئی بچّی گھر آنے کی حسرت میں
دن رات مچلتی تھی وہ باپ کی فرقت میں

اک شب میں نظر آیا کچھ خواب سکینہ کو
کہتی تھی کہ دیکھا ہے میں نے ابھی بابا کو

القصّہ ہوئی رخصت وہ ننھی سی جاں صغرا
سجّاد سے رو رو کرتی بیاں صغرا

☆

بیٹھ کر پڑھنا نمازیں شام کے زندان میں
وہ پھوپھی اماں کی آہیں شام کے زندان میں

اس وقت گھڑی آئی اے صغرا قیامت کی
جب ہند کے آنے کی زنداں میں خبر پہونچی

غیرت سے عجب حالت اُس دم تھی پھوپھی جاں کی
تدبیر نہ بن آئی کچھ حال پریشاں کی

جز گریہ و زاری کے کچھ اور نہ چارہ تھا
معلوم خدا کو ہے جو حال ہمارا تھا

وہ دردِ اسیری ہو کس طور بیاں صغرا
سجّاد سے رو روکر کرتی تھی بیاں صغرا

☆

پھر خط صغرا کا کاشفؔ آگیا لب پر بیاں
رو کے کہتا تھا بہن سے وہ نحیف و ناتواں

خط لیکے گیا قاصد اُس وقت ترا صغرا
اٹھارہ برس والا جب مارا گیا صغرا

پیاسا تھا کئی دن کا جب رن کو سدھارا تھا
تپتی ہوئی ریتی پر اُس بھائی لاشہ تھا

خط لکھنے کی قسمت نے مہلت ہی کہاں دی تھی
بھائی نے ترے صبحِ عاشور اذاں دی تھی

تا عصر لگی اُس کے سینے پہ سناں صغرا
سجّاد سے رو رو کر کرتی تھی بیاں صغرا

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

روشن سحر لگے ہے مجھے

نہ خوف برق نہ خوف شرر لگے ہے مجھے
خدا کے خوف سے ہر وقت ڈر لگے ہے مجھے

کہے تو دیتا ہوں حالانکہ ڈر لگے ہے مجھے
نبی سے آگے علیؑ کا سفر لگے ہے مجھے

جہاں ہو بزمِ عزا گھر وہ گھر لگے ہے مجھے
شریکِ بزم ہر اک معتبر لگے ہے مجھے

سنا رہے ہیں جو مفتی نئے نئے فتوے
شکستِ کرب و بلا کا اثر لگے ہے مجھے

نبی کے دوشِ مبارک پہ ہیں قدم جس کے
اس آدمی کا تو قد عرش پر لگے ہے مجھے

خدا تو کہہ نہیں سکتا نصیریوں کی طرح
جھلک خدا کی علیؑ میں مگر لگے ہے مجھے

جسے ہے شک ابو طالب کے دین و ایماں پر
وہ دین حق سے بہت بے خبر لگے ہے مجھے

علیؑ کی ذات سے روشن ہے دین کی دنیا
علیؑ نہ ہوں تو سبھی کچھ صفر لگے ہے مجھے

علیؑ کے ساتھ ہے حق، حق کے ساتھ ساتھ علیؑ
جدھر جدھر ہیں علیؑ حق اُدھر لگے ہے مجھے

چراغ جلتے ہیں ہر گھر میں جب شب عاشور
سیاہ رات بھی روشن سحر لگے ہے مجھے

شعور آگیا مرنے کا اور جینے کا
یہ مجلس شہ دیں کا اثر لگے ہے مجھے

گذر ہوں مدح سرائی میں روز و شب کاشفؔ
کہ اب حیات بہت مختصر لگے ہے مجھے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

حسن اخلاق

حسن اخلاق کی مظہر ہو وہ خوبو دیدے
جس پہ غصّے کے نہ بل آئیں وہ ابرو دیدے

دے زباں ایسی جو توصیف علیؑ کرتی رہے
جو اٹھیں حق کی حمات میں وہ بازو دیدے

اپنی اوقات سے بڑھ کر میں نہیں مانگتا کچھ
وہی منظور ہے یا رب جو مجھے تو دیدے

تھی علیؑ کی یہ دعا بن کے رہے جو سایا
میرے شبّیر کو وہ قوّت بازو دیدے

عبد و معبود میں پایا شب ہجرت یہ قرار
میں نے مرضی تجھے دی، نفس مجھے تو دیدے

جو علم لیکے چلیں، ماتم شبّیر کریں
یا خدا قوم کے بچوں کو وہ بازو دیدے

کر کے رخصت علیؑ اکبر کو کہا سرور نے
''میرے مولا مجھے جذبات پہ قابو دیدے''

کہا شبّیرؑ نے زینب سے بنام اسلام
میں گلا دیتا ہوں ہمشیر ردا تو دیدے

جس سے ہو جائے معطر یہ ساعت کا چمن
مدح کے پھولوں کو اس شان کی خوشبو دیدے

غم شبّیر منانے کے لیئے کاشفؔ کو
دل میں احساس تو می آنکھوں میں آنسو دیدے

☆☆☆

امّ القریٰ سجدے میں ہے

دو دلوں کی چاہتوں کا سلسلہ سجدے میں ہے
ایک قرآں پشت پر ہے دوسرا سجدے میں ہے

کیا نماز عشق ہے منظر نیا سجدے میں ہے
کربلا ہے پشت پر امّ القریٰ سجدے میں ہے

اک مصلّے دو نمازی ایک مرکب اک سوار
ایک مشغول تشہدّ دوسرا سجدے میں ہے

اے مسلماں دیکھ لے اچھّی طرح پہچان لے
دین احمد پشت پر دین خدا سجدے میں ہے

حافظ اسلام ہے پشت نبی پر اس لیئے
برزبان مصطفیٰؐ شکر خدا سجدے میں ہے

اب نہ ہوگی تا ابد ایسی فضیلت کی نماز
پشت پر شان نبی شان خدا سجدے میں ہے

کیوں بہتّر مرتبہ سبحان ربّ کہدیا
لوگ ہیں سکتے میں آخر راز کیا سجدے میں ہے

پھر تلاش حق میں سرگرداں رہو گے دیکھ لو
حق مجسّم پشت پر ہے حق نما سجدے میں

افضل و مفضول کا تو ہے تصّور بھی گناہ
اک محمدؐ پشت پر ہے دوسرا سجدے میں ہے

کتنا آساں ہو گیا کاشفؔ سفر اسلام کا
یعنی منزل پشت پر ہے رہنما سجدے میں ہے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

عظمت ابو طالب کی ہے

کیا کوئی سمجھے گا جو عظمت ابو طالب کی ہے
خود لب اسلام پر مدحت ابو طالب کی ہے

پال کر اسلام کو دیدی نبوت آپ نے
دین ہے اللہ کا محنت ابو طالب کی ہے

کربلا میں کام آئے جتنے قرآں کے ورق
پڑھ کے دیکھو ایک اک آیت ابو طالب کی ہے

اپنی نصرت کہہ رہا ہو جس کی نصرت کو خدا
سوچیئے خالق سے کیا قربت ابو طالب کی ہے

عقد پیغمبر کا پڑھ دے ایسا کافر بھی تو ہو
اے مورّخ اس میں بھی عظمت ابو طالب کی ہے

مدح اہل بیت جس عنوان سے بھی کیجئے
اس میں ہر عظمت بہر صورت ابو طالب کی ہے

کر رہے ہو کیوں شکایت کفر سے اسلام کی
کعبۂ ایماں سے کیا نسبت ابو طالب کی ہے

کِھل رہے ہیں پھول جتنے گلشن تطہیر میں
رنگ سب کا ایک ہے رنگت ابو طالب کی ہے

آپ کی آغوش میں ہیں آفتاب وماہتاب
کیا کوئی پائے گا جو قسمت ابو طالب کی ہے

کانپتے ہاتھوں سے کاشفؔ نے اٹھایا ہے قلم
المدد مولا علیؑ مدحت ابو طالب کی ہے

☆☆☆

جب قلم چلے

قرطاس منقبت پہ چلے جب قلم چلے
اس راہ سے گریز نہ ہو چاہے کم چلے

طوفانِ ظلم اٹھے ہوائے ستم چلے
لغزش نہ آئے جادۂ حق پر قدم چلے

گھر کی فضا بدل گئی ماتم کے شور سے
آیا غم حسین تو دنیا کے غم چلے

قنبر نے چھوڑی ہاتھ سے یہ سوچ کر مہار
تاخیر کی ذرا بھی تو بخشش میں ہم چلے

حیرت سے دیکھنے لگے منظر یہ جبرئیل
دوشِ نبی کی سمت علیؑ کے قدم چلے

تیور بدل کے حر نے بن سعد سے کہا
روکے گا اے شقیِ ازل" روک" ہم چلے

کاشفؔ نے جب بھی دل سے کہا یا علیؑ مدد
گھبرا کے مشکلوں نے پکارا کہ ہم چلے

☆☆☆

سر جو تھا سردار کا

دیکھنے والا تھا منظر شام کے دربار کا
جیتنے والوں میں ماتم ہو رہا تھا ہار کا

کربلا کا معرکہ ہرگز نہ تھا تلوار کا
اک تقابل تھا فقط کردار سے کردار کا

دشمنوں کے ہاتھ میں رہ کر بھی سر اونچا رہا
سر بلندی کیوں نہ ملتی سر جو تھا سردار کا

اس کے جانے کا نہ تھا غم کوفیوں کو غم یہ تھا
فیصلہ دے کر چلا تھا حر یزیدی ہار کا

اپنا اپنا ظرف تھا جس نے جو چاہا مل گیا
کربلا میں اک کُھلا لنگر تھا نور و نار کا

کس طرح کرتے بہتر بیعت فاسق قبول
بچہ بچہ پڑھ کے آیا تھا سبق انکار کا

آ گئی سب کی سمجھ میں مہلت یک شب کی بات
جب سنا آنا ہوا ہے حرؑ خوش اطوار کا

بدعتی فتوے یہ ظاہر کر رہے ہیں بالیقیں
بغض اب تک ہے دلوں میں کربلا کی ہار کا

یا علی کہہ کر کبھی پڑھ کر کبھی نادِ علیؑ
ہم بتا دیتے ہیں حل ہر منزل دشوار کا

وقت پرسش کے لیئے سامان بخشش کے لیئے
ایک آنسو ہی بہت ہے چشم ماتم دار کا

اپنے مولا کی عنایت پر رہے کاشفؔ نظر
کیا صلہ دنیا بھلا دے گی ترے اشعار کا

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

اپنا گھر اچھا لگے

مجلس و ماتم ہو جس گھر میں وہ گھر اچھا لگے
جو کرے شبیر کا غم وہ بشر اچھا لگے

کب کسی کو درد دل ، درد جگر اچھا لگے
ماتم شبیرؑ میں ہر اک ضرر اچھا لگے

تذکرہ کوئی بھی کب بار دگر اچھا لگے
ذکر اہل بیت ہر شام و سحر اچھا لگے

جو غم شبیر میں پرنم ہوں وہ آنکھیں بھلی
جو جھکے مظلومیٔ شہ پر وہ سر اچھا لگے

آنکھ میں آنسو کسی بھی حال میں اچھے نہیں
جو عزائے شہ میں نکلے وہ گہر اچھا لگے

حق اِدھر باطل اُدھر ہے حر نے ثابت کر دیا
اب یہ اپنا دل چلے جاؤ جدھر اچھا لگے

سر تو کٹوا دے مگر بیعت نہ باطل کی کرے
دین حق کو ایسا زندہ دل بشر اچھا لگے

رہزنوں کی بھیڑ میں اچھے نہیں لگتے سفر
پر عزائے شہ کی خاطر ہر سفر اچھا لگے

اک ستارہ عرش سے آ کر علیؑ کے گھر چلا
کیوں نہ جائے سب گھروں میں جب یہ گھر اچھا لگے

جب سوال اٹھا علیؑ کعبے میں کیوں پیدا ہوئے
حق پکارا ہر کسی کو اپنا گھر اچھا لگے

حافظ اسلام کہتے ہیں حقیقت میں اُسے
دیں کے آگے جس کو گھر اچھا نہ سر اچھا لگے

عاشقان شاہ سے کاشفؔ کی ہے یہ التجا
دیجئے داد سخن ہر شعر اگر اچھا لگے

☆☆☆

یہ روشنی اچھی لگی

اپنا غم اچھا لگا اپنی خوشی اچھی لگی
ہر کسی کو اپنی اپنی سوچ ہی اچھی لگی

اپنا اپنا ظرف ہے اپنا شعور اپنا مزاج
ہم کو غم اچھا لگا ان کو خوشی اچھی لگی

عالم ضعف و نقاہت میں رسول پاک کو
پہلی فرصت میں ردائے فاطمہؑ اچھی لگی

انتخاب ابن مظاہر کا ہے کتنا لاجواب
ان کو سردار جناں کی دوستی اچھی لگی

بجھ گئے ظاہر میں لیکن ہے اجالا آج تک
وہ چراغ اچھے لگے یہ روشنی اچھی لگی

گلشن اسلام کو سیراب کرنے کے لیئے
کربلا والوں کو اپنی تشنگی اچھی لگی

روشنی پھیلی ہوئی تھی سامنے ایمان کی
شام والے تھے انھیں یوں تیرگی اچھی لگی

فرق اتنا ہے یزیدی اور حسینی فکر میں
اُس کو اپنی اِن کو دیں کی زندگی اچھی لگی

جو خدا کو چاہتے تھے ہیں وہ زندہ آج بھی
مٹ گیا ان کا نشاں جن کو خودی اچھی لگی

کام جو عقبیٰ میں آئے نام دنیا میں رہے
کاشفؔ ناچیز کو وہ شاعری اچھی لگی

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

وفا کیا چیز ہے

جرأتوں کے سامنے تیر جفا کیا چیز ہے
کہہ گیا بے شیر ہنس کر حرملہ کیا چیز ہے
پہلے سمجھو کربلا کو کربلا کیا چیز ہے
''خود پتہ چل جائے گا تم کو وفا کیا چیز ہے''

مشکلوں میں گھرنے والے پڑھ ذرا نادعلیؑ
تب سمجھ میں آئے گا مشکل کشا کیا چیز ہے
حلق پہ شمشیر ہو یا پاؤں میں زنجیر ہو
شکر حق کرتے ہیں حق والے گلہ کیا چیز ہے

عرش سے روح الامیں آئے ہیں جس کی چاہ میں
یا خدا زیر کسا ایسی بھلا کیا چیز ہے
جو شہادت پر ہوئے فائز یہ ان سے پوچھیئے
موت کی لذّت ہے کیا عمرِ بقا کیا چیز ہے

کربلا کے بعد سے روشن ہوا نام وفا
ورنہ واقف ہی نہ ہوتے ہم وفا کیا چیز ہے
یہ تو دنیا ہے یہاں کیا قدر جانے گا کوئی
حشر کے دن دیکھنا اشک عزا کیا چیز ہے

زینب وکلثوم نے یہ کہہ کے دیدیں چادریں
مقصد شبیرؑ کے آگے ردا کیا چیز ہے
شاہ کو فوج لعیں پہچانتی بھی کس طرح
پتھروں کو کیا سمجھ کہ آئینہ کیا چیز ہے

آپ کے غم کے سوا کاشفؔ کو کوئی غم نہیں
آپ کا سایا ہے تو رنج و بلا کیا چیز ہے

☆☆☆

اشکِ عزا باقی رہے

کم سے کم اتنا اثر کردار کا باقی رہے
سر کٹے پر زندگی سے رابطہ باقی رہے

مٹ گئے اہل جفا اور باوفا باقی رہے
کربلا کے بعد اہل کربلا باقی رہے

حق تو حق ہے بولتا ہے نوک نیزہ پر بھی حق
ہو گئے شہ قتل آثار بقا باقی رہے

آج سمجھے ہم حسینؑ منّی کہنے کا جواز
کربلا سے دیں رہا تو مصطفیٰؐ باقی رہے

سر کٹائے کربلا والوں نے اس مقصد کے ساتھ
گل ہو شمع زندگی لیکن ضیا باقی رہے

حدّ فاصل بن گئے عاشور کو حر اس طرح
حق و باطل میں نہ کوئی شائبہ باقی رہے

جو غم شبیرؑ میں نکلے وہ گوہر بن گئے
ضائع سب آنسو ہوئے اشک عزا باقی رہے

گھر سے نکلے تھے حسینؑ ابن علیؑ یہ سوچ کر
سر کٹے یا گھر لٹے دین خدا باقی رہے

اس عزاداری نے بخشی امتیازی حیثیت
اے عزادارو یہ جذبہ بر ملا باقی رہے

آیتیں پڑھ کر سر شہ نے دیا کاشفؔ پیام
ہم نہ ہوں لیکن ہمارا معجزہ باقی رہے

☆☆☆

نبی کے ہیں نواسے

مانگی ہے دعا میں نے یہی اپنے خدا سے
فرصت نہ ملے ذکرِ شہ کرب و بلا سے

جب فیض دعا سے ہو نہ آرام دوا سے
ہوتا ہے مرض دور مرا خاک شفا سے

یوں دوش رسالت پہ ہے حسنینؑ کا مسکن
پہچان لے دنیا یہ نبی کے ہیں نواسے

سیراب ہیں وہ جن کے لیئے بند تھا پانی
جو نہر پہ قابض تھے وہ ہیں آج بھی پیاسے

سر کٹتا ہے کٹ جائے لٹے گھر بھی تو لٹ جائے
شبیرؑ کو تو کام ہے ایماں کی بقا سے

زینب کا کیا آئیہ تطہیر نے پردہ
اسلام کا پردہ رہا زینب کی ردا سے

خود قیدِ مصیبت میں رہے سیّد سجّادؑ
آزاد ہمیں کر گئے ہر رنج و بلا سے

ثابت علیؑ اصغر کے تبسّم سے ہے کاشفؔ
حق کوش کبھی ڈرتا نہیں جور و جفا سے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

وحدت کا جلوہ چھوڑ کر

ظلمتوں میں کھو گئے وحدت کا جلوہ چھوڑ کر
لے لیا قرآن عترت کا اجالا چھوڑ کر
کیا فضیلت ہے کرے جب صحن مسجد میں حسینؑ
خود اٹھایا بڑھ کے پیغمبر نے خطبہ چھوڑ کر

ڈھونڈتے ہو کیا مدینے میں اِدھر دیکھو اِدھر
کربلا میں بس گئے ہیں ہم مدینہ چھوڑ کر
اس کی عظمت کو خدا جانے کہ سمجھیں مصطفیٰؐ
جو نبی کی پشت پر بیٹھا مصلّے چھوڑ کر

کون کہتا ہے نبی کے جسم کا سایا نہیں
جا رہے ہیں مصطفیٰؐ بستر پہ سایا چھوڑ کر
کہہ اٹھا آخر شب عاشور یہ حر کا ضمیر
دین کی دنیا میں چل باطل کی دنیا چھوڑ کر

کہدیا بے ساختہ عبّاس نے یہ شمر سے
کیا اندھیرے میں چلا جاؤں اجالا چھوڑ کر؟
ایسے نکلے مصطفیٰؐ کے گھر کے نوارنی چراغ
کربلا میں بجھ گئے لیکن اجالا چھوڑ کر

کیا سمجھ سکتا ہے کوئی اس کے دل کی کیفیت
یہ جو پیا سا جا رہا ہے بہتا دریا چھوڑ کر
میرا دعویٰ ہے کوئی مشکل نہ آئے گی کبھی
ورد رکھ نادِ علیؑ کا ہر وظیفہ چھوڑ کر

صدق دل سے میں نے کاشفؔ جب پڑھی نادِ علیؑ
ہٹ گئی ہر ایک مشکل میرا رستہ چھوڑ کر

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

اور کچھ نہیں

میرے غم و الم کی دوا اور کچھ نہیں
بس کر دو ذکر کرب و بلا اور کچھ نہیں

مشکل کا وقت آئے تو نادِ علیؑ پڑھو
مشکل کا حل بس اس کے سوا اور کچھ نہیں

آیا جو کربلا کے سوا کوئی تذکرہ
دل کی سماعتوں نے کہا' اور کچھ نہیں

پیاسے رہے' کٹا دیا سر' گھر لٹا دیا
مقصد تھا شہ کا دیں کی بقا اور کچھ نہیں

مرنے سے پہلے دیکھ لوں روضہ حسینؑ کا
درکار مجھ کو اس کے سوا اور کچھ نہیں

بستی میں ظالموں کی ہوں' اے بیکسی سنبھال
میں مانگتا ہوں عمر بقا اور کچھ نہیں

روزہ رکھا نماز پڑھی حج ادا کیا
میں پوچھتا ہوں دین میں کیا اور کچھ نہیں

عترت کو چھوڑے بیٹھے ہو قرآن لے لیا
کچھ فرض کر رہے ہو ادا اور کچھ نہیں

کاشفؔ خلافِ حق نہ ہو ہرگز کوئی عمل
بس مقصد حیات مرا اور کچھ نہیں

☆☆☆

مقصد پہ لگی ہیں آنکھیں

وسعت ظرف نظر دیکھ رہی ہیں آنکھیں
زیر شمشیر بھی مقصد پہ لگی ہیں آنکھیں

روضۂ احمدؐ مختار پہ جانا ہے مجھے
اس لیئے خاک شفا مل کے چلی ہیں آنکھیں

ابھی ہو جاتی ہے پہچان حق و باطل کی
دیدہ ور ہیں ابھی دنیا میں' ابھی ہیں آنکھیں

روشنی چودہ چراغوں کی ملی جس دن سے
بند آنکھیں تھیں اسی دن سے کھلی ہیں آنکھیں

کیا فضیلت ہے کہ کعبے میں ہوئے پیدا علی
اور آغوش رسالت میں کھلی ہیں آنکھیں

خانۂ حق سے نکالی گئیں مریم ایک دن
آج دیوار میں در دیکھ رہی ہیں آنکھیں

پیکر دین نبی میں ہے بہتّر کا لہو
روشنی قنبرؑ و شبیرؑ علیؑ ہیں آنکھیں

کیسے رک جائے گا اب لشکر گمراہ میں حر
رہبر وقت کو پہچان گئی ہیں آنکھیں

Presented by www.ziaraat.com

نفس کا جس کے خریدار خدا ہو جائے
لائیں کردار کوئی ایسا زمانے والے

کوشیش کی گئیں اوصاف علیؑ چھپ نہ سکے
چھپ گئے ان کے فضائل کو چھپانے والے

وہ جو خود دین تھے دنیا پہ نظر کیا رکھتے
چاند سورج کو اشاروں پہ چلانے والے

ان عزاداروں کو دیتی ہیں دعائیں زہراؑ
رہیں آباد علم شہ کا اٹھانے والے

نام شبیرؑ پہ ہوتی ہیں سبیلیں کاشفؔ
مر گئے پانی پہ وہ پہرے بٹھانے والے

☆☆☆

رہبر کامل

کیا بتاؤں کیا درشہ سے ہوا حاصل مجھے
چند قدموں کی مسافت دے گئی منزل مجھے

کربلا کے بعد لغزش کا تصور بھی نہیں
کربلا نے دیدیا ہے رہبر کامل مجھے

ایک لمحے کو بھی راہ حق سے میں بھٹکا نہیں
اپنے ماضی میں نظر آتا ہے مستقبل مجھے

اس سے بڑھکر اور کیا دوں حق پرستی کا ثبوت
رو رہا ہے قتل کر کے خود مرا قاتل مجھے

میں رہا بندہ علیؑ کا سادگی میرا شعار
اپنی رنگینی پہ اے دنیا نہ کر مائل مجھے

ذکرِ اہل بیت پیغمبر جہاں ہوتا ملا
ہر طرح سے بس وہی اچھی لگی محفل مجھے

اسوۂ شبیر ہے کاشفؔ نظر کے سامنے
اپنی کثرت سے ڈرا سکتا نہیں باطل مجھے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

زینب سی بہن

نوک نیزہ پہ ٹھہر جاے بھلا کیسے یہ سر
سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کون سی آنکھوں سے دیکھوں میں بھلا یہ منظر
سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کبھی سوچا بھی نہ تھا ایسا بھی دن آئے گا — کربلا میں مرا گھر اس طرح لٹ جائے گا
دکھوں گا زینب وکلثوم کے شانوں میں رسن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

ہائے پانی میں سکینہ کے لیئے لا نہ سکا — کٹ گئے ہاتھ مرے خیمے میں یوں جا نہ سکا
آس پانی کی لیئے بیٹھی رہی تشنہ دہن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

یہ غلام آقا کے کچھ کام نہ آیا افسوس — کیسی تنہائی میں سر شہ نے کٹایا افسوس
آج بھی لاشہ شبّیر ہے بے گور وکفن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

جس کو افلاک نے دیکھا نہ کبھی ننگے سر — آج اس کے سر اطہر پہ نہیں ہے چادر
بندھ گئی زینب دلگیر کے شانوں میں رسن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

اب تو مردوں میں ہے اک عابد بیمار وحزیں — بستۂ طوق و رسن کر چکے اس کو بھی لعیں
دڑے کھاتا ہے ستمگاروں کے وہ سرو چمن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

جنگ کرنے کی اجازت نہ ملی کیا کرتا — ورنہ اس جنگ کا کچھ اور ہی ہوتا نقشہ
فرض تھا میرے لیئے پاس شہنشاہ زمن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کون رکھتا مرے آقا کے گلے پر خنجر — کس کی ہمت تھی جو خیموں کو جلاتا آ کر
مجھ کو روکے ہوئے تھا حکم شہنشاہ زمن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

بعد میرے علی اکبر نے بھی برچھی کھائی — یہ وہ صدمہ تھا کہ آقا کی گئی بینائی
ہائے تقدیر نے دکھلائے عجب رنج ومحن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

زور کچھ چل نہ سکا ظلم وستم کا کاشفؔ — کٹ گیا سر نہ جھکا شاہ امم کا کاشفؔ
جو چھنی تھی اسی چادر سے ہے پردے کا چلن — سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

زینب سی بہن

نوک نیزہ پہ ٹھہر جاے بھلا کیسے یہ سر
سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کون سی آنکھوں سے دیکھوں میں بھلا یہ منظر
سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کبھی سوچا بھی نہ تھا ایسا بھی دن آئے گا　　کربلا میں مرا گھر اس طرح لٹ جائے گا
دکھوں گا زینب وکلثوم کے شانوں میں رسن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

ہائے پانی میں سکینہ کے لیئے لا نہ سکا　　کٹ گئے ہاتھ مرے خیمے میں یوں جا نہ سکا
آس پانی کی لیئے بیٹھی رہی تشنہ دہن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

یہ غلام آقا کے کچھ کام نہ آیا افسوس　　کیسی تنہائی میں سر شہ نے کٹایا افسوس
آج بھی لاشہ شبیر ہے بے گور و کفن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

جس کو افلاک نے دیکھا نہ کبھی ننگے سر　　آج اس کے سر اطہر پہ نہیں ہے چادر
بندھ گئی زینب دلگیر کے شانوں میں رسن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

اب تو مردوں میں ہے اک عابد بیمار وحزیں　　بستۂ طوق و رسن کر چکے اس کو بھی لعیں
دڑے کھاتا ہے ستمگاروں کے وہ سرو چمن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

جنگ کرنے کی اجازت نہ ملی کیا کرتا　　ورنہ اس جنگ کا کچھ اور ہی ہوتا نقشہ
فرض تھا میرے لیئے پاس شہنشاہ زمن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

کون رکھتا مرے آقا کے گلے پر خنجر　　کس کی ہمت تھی جو خیموں کو جلاتا آکر
مجھ کو روکے ہوئے تھا حکم شہنشاہ زمن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

بعد میرے علی اکبر نے بھی برچھی کھائی　　یہ وہ صدمہ تھا کہ آقا کی گئی بینائی
ہائے تقدیر نے دکھلائے عجب رنج ومحن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

زور کچھ چل نہ سکا ظلم وستم کا کاشفؔ　　کٹ گیا سر نہ جھکا شاہ امم کا کاشفؔ
جو چھنی تھی اسی چادر سے ہے پردے کا چلن　　سر برہنہ سر بازار ہے زینب سی بہن

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

کل کربلا میں رو نہ سکوگی حسینؑ کو
عبّاس پاس ہوں گے نہ اکبر سا نوجواں

روؤ گی تم تو رونے نہ دیں گے ستم شعار
مظلومیت پہ آپ کی روئے گا آسماں

کاشفؔ کا دل تڑپتا ہے مسلم کے حال پر
رکتا نہیں ہے روکے سے اشکوں کا کارواں

☆☆☆

حسینؑ جس کے چمن میں بہار ہے اب تک
حسینؑ جس سے ستم شرمسار ہے اب تک
مئے حسینؑ کا کاشف خمار ہے اب تک
حسینؑ ہی کا ہمیں انتظار ہے اب تک

حسینؑ وہ ہے جسے ساری کائنات ملے
حسینؑ وہ ہے جو مرجائے تو حیات ملے

☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

سلام

۱۔نہ خوف برق نہ خوف شرر لگے ہے مجھے	۱۳۲
۲۔حسن اخلاق کی مظہر ہو وہ خوبو دیدے	۱۳۴
۳۔دو دلوں کی چاہتوں کا سلسلہ سجدے میں ہے	۱۳۵
۴۔کیا کوئی سمجھے گا جو عظمت ابو طالب کی ہے	۱۳۶
۵۔قرطاس منقبت پہ چلے جب قلم چلے	۱۳۷
۶۔دیکھنے والا تھا منظر شام کے دربار کا	۱۳۸
۷۔مجلس و ماتم ہو جس گھر میں وہ گھر اچھا لگے	۱۴۰
۸۔اپنا غم اچھا لگا اپنی خوشی اچھی لگی	۱۴۲
۹۔جراتوں کے سامنے تیر جفا کیا چیز ہے	۱۴۴
۱۰۔کم سے کم اتنا اثر کردار کا باقی رہے	۱۴۶
۱۱۔مانگی ہے دعا میں نے یہی اپنے خدا سے	۱۴۷
۱۲۔ظلمتوں میں کھو گئے وحدت کا جلوہ چھوڑ کر	۱۴۸
۱۳۔میرے غم والم کی دوا اور کچھ نہیں	۱۵۰
۱۴۔وسعت ظرف نظر دیکھ رہی ہیں آنکھیں	۱۵۱
۱۵۔دین حق کے لیئے سر اپنا کٹانے والے	۱۵۳
۱۶۔کیا بتاؤں کیا در شہ سے ہوا حاصل مجھے	۱۵۵
۱۷۔زینب سی بہن (نوحہ)	۱۵۶

نام حسینؑ سنتے ہی تڑپا وہ راہ گیر
ہاتھوں کو اپنے جوڑ کے کرنے لگا بیاں

کوفے میں ہائے حشر کا سامان ہوگیا
مسلم شہید ہوگئے یا شاہ انس وجاں

کوفے کے در پہ کاٹ کے لٹکا دیا ہے سر
ظالم نے ظلم ایسا کیا ہے کہ الاماں

شہ نے سنی شہادت مسلم کی جب خبر
ماتم میں اپنے بھائی کے آنسو کیئے رواں

اکبر کو دی صدا صف ماتم بچھاؤ تم
رو کر کہا کہ قاسم و عبّاس ہیں کہاں

افسوس میرا چاہنے والا ہوا شہید
میری نظر میں ہو گیا تاریک اب جہاں

خیمے میں جب سنی گئی پُر درد یہ خبر
سب بی بیوں نے مل کے کیئے نالہ و فغاں

ایک حشر سا بپا ہوا زینب کے بین سے
کہتی تھیں اپنے بھائی کو دیکھوں میں اب کہاں

تقدیر کہہ رہی تھی یہ زینب سے بار بار
جی بھر کے آج ماتمِ مسلم کرو یہاں

رونے سے آج روکنے والا نہیں کوئی
اکبر بھی ہیں حسینؑ بھی عبّاس بھی یہاں

Presented by www.ziaraat.com